جملہ حقوق محفوظ ہیں

۷۸۶

اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ

کتاب مستطاب ہدایت نصاب مونس

شیخ و شاب مدلل بدلائل سنت و کتاب

المجید

مع اضافہ

کلید مناظرہ

مؤلفہ

مولانا مولوی سید برکت علی شاہ صاحب گوشہ نشین، وزیرآبادی پنجاب

مصححہ

مولانا مولوی ابو الصفا حاجی مرزا احمد علی صاحب رئیس المناظرین

الامرتسری الکربلائی

حسب فرمائش

مینیجر کتبخانہ حسینیہ حلقہ نمبر ۲ محلہ شیعاں لاہور

www.ShianeAli.com

فہرست مضامین

www.ShianeAli.com

www.ShianeAli.com

محمد رسول اللہ اور حضرت علیؑ ہاشمی ہیں

خاندان قریش میں سے حضرت رسول اللہ صلعم کے باپ حضرت عبداللہ اور ماں حضرت آمنہ بنت وہب ہیں۔ حضرت علیؑ کے باپ حضرت ابوطالبؑ اور ماں حضرت فاطمہ بنت اسد ہیں۔ حضرت عبداللہ اور حضرت ابوطالب آپس میں حقیقی بھائی تھے ان کے باپ حضرت عبدالمطلب بن ہاشم ہیں۔ حضرت رسول اللہ دو ماہ کے تھے کہ آپ کے والد حضرت عبداللہ فوت ہو گئے اور رسول اللہ حضرت ابوطالبؑ کے سپرد ہوئے۔ جب رسول اکرم چھ برس کے ہوئے۔ تو آپ کی والدہ بزرگوار حضرت آمنہ بھی انتقال فرما گئیں۔ اور حضرت فاطمہ بنت اسد نے رسول کریم کو اپنے زیر سایہ لیا۔ رسول صلعم کی ستائیس سال کی عمر میں حضرت علی پیدا ہوئے اور رسول اللہ حضرت علی کی تعلیم و تربیت فرماتے رہے۔ چالیس سال کی عمر میں رسول خدا نے نبوت کا اظہار فرمایا۔ اور حضرت علی نے تیرہ سال کی عمر میں سب سے پہلے لوگوں کے سامنے رسالتمآب کی نبوت کی تصدیق کی اس لئے حضرت علی کو صدیق کہا جاتا ہے۔ حضرت ابوطالب کو عبد مناف اور عمران بھی کہا جاتا ہے کہ بہت فیاض اور سخی تھے۔ اور اولاد سے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تھے آپ کے دل میں رسول اللہ کی اس درجہ الفت اور محبت تھی کہ آپ حضرت کا مقام خواب ہر رات بخوف اعداء بدلتے تھے۔ اور چونکہ آنحضرت نے ثوبیہ [illegible] کا دودھ بھی چند روز پیا تھا جس کا دودھ حضرت حمزہ نے بھی پیا تھا اس لئے حضرت حمزہ آنحضرت کے رضاعی بھائی بھی تھے اور چچا بھی۔

www.ShianeAli.com

علمائے اہلسنت کے عقیدہ کے مطابق حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ آنحضرت کے والدین مومن
نہ تھے۔ اس کی وجہ معلوم کرنا چنداں مشکل نہیں ہے۔ چونکہ آنحضرت کے والدین باتفاق مورخین اور بعقیدہ علمائے
اسلام کافر نہ تھے۔ اس لئے علمائے اہلسنت کو ضرورت پیش آئی کہ کوئی شکل تاریخ میں آنحضرت کے والدین کو
بھی کافر ٹھہرائیں۔ اس شوخی اور کذب بیانی میں خواہ ایمان کی دولت ان کے ہاتھ سے ہمیشہ کیلئے رخصت ہو
علمائے اہلسنت کی شوخیاں صرف عبداللہ تک محدود نہیں رہیں۔ بلکہ انہوں نے کافی
تاریخ میں وہ دست درازیاں کی ہیں جن کی وجہ سے اسلام اعتراضات کے تیروں کا نشانہ بنا ہوا ہے
ایک مذہب جعفری کے صدقے سے اسلام کی شان قائم ہے جو مخالفین کو منہ کھولنے نہیں دیتا ۔
اگر اسلام کا مدار اہلسنت پر ہوتا تو تمام دنیا میں پرتی ایک مسلمان نظر نہ آتا۔ علمائے اہلسنت کی تحریفیں
آنحضرت کے والدین کو کافر ٹھہرانے تک ہی محدود نہیں تھیں۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ حضرت علی کے
والدین حضرت ابوطالب اور حضرت فاطمہ بنت اسد بھی مومن نہ تھے۔ یہ بے حمایت تاریخ کا دعوی
پھر یہاں تک ہی اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ حضرت ابراہیم کے والد بزرگوار (آذر) کو بت پرست ہونا یا
انبیاء کی خطائیں ثابت کیں۔ اور آنحضرت کی طرف بھی کئی بشری لغزشیں منسوب کر دیں۔ ان خرافات
یہ ہوا کہ کئی کاذب بدعتی اور کئی مجوسی پیدا ہو گئے جنہوں نے اسلام کی بیخ کنی شروع کی
کی اور اصول اور فروع میں ایسے چند در چند ایسی بدعات داخل کیں۔ وہ دین متین کے پاک
کر ایسا مسخ کیا۔ کہ اسلام کو دوسرے مذاہب کی طعن و تشنیع کا ہدف بنا دیا۔ اس سے ہم لوگ
بیزار ہیں ۔

حضرت ابوطالبؑ

علامہ ابو الاکرام عبدالسلام لکھتا ہے کہ حضرت ابوطالبؑ کے مومن ہونے پر تمام اہلبیت کا اتفاق
اور جو شخص اہلبیت کے اتفاق کے مخالف ہو۔ اس کا قول معتبر نہیں۔ اور جامع الاصول میں ہے کہ
کے قول کے مطابق ابوطالب مسلمان تھے اور اسلام پر فوت ہوئے اور یہی قول عبدالحق محدث دہلوی کا
تاریخ کامل ۲۲ ص پر ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جب تک حضرت ابوطالب زندہ تھے قریش نے
کوئی مکروہ امر کرنے کی جرأت نہ کی حضرت ابوطالب کی وفات کے بعد لوگ آنحضرت پر گندگی
ڈال دیتے تو جب آنحضرت نماز میں مشغول ہوتے تو لوگ حضرت کے پشت مبارک
کی بچہ دانی (اوجھڑی) گرا دیتے ۔

www.ShianeAli.com

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ جلد دوم ص ۲۲۴ مطبوعہ نولکشور کانپور میں لکھا ہے۔ مدح سرور عالم میں بہت سے اشعار کہے ہیں منجملہ ان کے یہ بیت ہے

وشق له من اسمه ليجله — فذو العرش محمود وهذا محمد

وابيض يستسقى الغمام بوجهه — ثمال اليتامى عصمة للارامل

محمد بن اسحاق مورخ نے اس قصیدہ کے اس سے زیادہ ابیات لکھے ہیں اور یہ آپ نے تب کہے جب کہ قریش نے آں حضرت کے برخلاف اجماع کیا اور لوگوں کو آپ سے متنفر کیا۔ ان ابیات میں آپ نے عداوت قریش کی مذمت کی ہے اور لوگوں کو آنحضرت کی اطاعت کی ترغیب دی ہے ابن التین نے کہا ہے کہ ان ابیات میں دلالت ہے اس پر کہ ابوطالب آنحضرت کی نبوت کو بعثت سے پہلے جانتے تھے۔ شیخ ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے کہ ابوطالب نے بعد بعثت کے جو کہا اور بہت سی خبروں میں آیا ہے کہ ابوطالب کو آنحضرت کی نبوت کی معرفت تھی اور اسی سے شیعہ نے تمسک کیا ہے ان کے اسلام پر۔ شیخ نے یہ بھی کہا ہے کہ میں نے علی بن حمزہ بصری کی ایک کتاب دیکھی جس میں اس نے اشعار ابوطالب کو جمع کیا ہے اور خیال کیا ہے کہ وہ مسلمان تھا اور اسلام پر ہی فوت ہوئے۔ تمسک ہے کہ وہ کافر مرا اور استدلال کیا ہے ایسی چیز سے جس میں دلالت نہیں۔ اور تاریخ ابوالفداء میں ہے کہ جب آنحضرت حضرت ابوطالب کے جنازہ کے ہمراہ جا رہے تھے تو آنحضرت نے فرمایا اے ابوطالب خدا تجھ کو بخشے اور تم پر رحم کرے۔ تو نے صلہ رحم ادا کیا۔ اور میری امداد میں کچھ تقصیر نہ کی۔

حضرت ابوطالبؑ کا نقش نگین یہ تھا: رضيت بالله ربا وبابن اخي نبيا وبابني علي وصيا۔ یعنی میں اللہ کے رب ہونے پر اور اپنے بھتیجے حضرت محمدؐ کے نبی ہونے پر اور اپنے بیٹے حضرت علیؑ کے وصی ہونے پر راضی ہوا۔

فتح الباری کتاب الغزوات میں ہے کہ جب لوگ حنین کے دن بھاگ گئے تو رسول اللہ ان کو کہتے تھے میں نبی ہوں اور میں جھوٹا نہیں ہوں اور میں ابن عبدالمطلب ہوں اگر یار تو صوف ہوتے حضرت کے پاس کوئی نہ رہا۔ یعنی انا ابن عبدالمطلب ہوں صادق القول ہونے کی دلیل فرمایا۔ ابن عبدالمطلب صادق ہوتے۔

خصائص کبریٰ شریف میں ہے کہ ایک روز ابولہب اور ابوطالب میں کشتی ہوئی۔ ابولہب نے ابوطالب کو گرا دیا۔ آنحضرت نے ابولہب کو لنگوٹ سے پکڑ لیا اور جھٹکا حالانکہ حضرت اس وقت بہت کم سن تھے۔

www.ShianeAli.com

حاشیہ شفاء قاضی عیاض پر ملا محمد بن حسین حنفی موصلی اور علامہ جمہوری اور تلمسانی

کہ حضرت ابو طالب سے بغض رکھنا کفر ہے کیونکہ انہوں نے آنحضرت کی نصرت و حمایت و تربیت

پس ان کی مذمت و ایذا آنحضرت کی مذمت و ایذا ہے۔ اور ایسا شخص کافر واجب القتل ہے اگر

توبہ نہ کرے ایسا شخص بعد توبہ بھی واجب القتل ہے۔

اسنی المطالب مطبوعہ مصر صفحہ ۳۳ پر ہے کہ حضرت ابو طالب نے جب کہ رسول اللہ نے ابھی دعوائے نبوت

کا اظہار بھی نہ فرمایا تھا۔ آنحضرت کے نکاح خدیجہ کے وقت اپنے خطبہ کا آغاز ان الفاظ سے فرمایا

الحمد للہ الذی جعلنا من ذریۃ ابراہیم وزرع اسمعیل وعنصر مضر وجعل لنا بیتاً محجوجاً و

حرماً آمناً یعنی اس خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو ابراہیم کی ذریت اور اسمعیل کی نسل اور

مضر سے قرار دیا اور اپنے گھر کا نگہبان اور اپنے حرم کا منتظم بنایا۔

حضرت ابو طالب کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

واللہ لن یصلوا الیک بجمعہم — حتی اوسد فی التراب دفینا

وشق لہ من اسمہ لیجلہ — فذو العرش محمود وہذا محمد

ترجمہ: خدا کی قسم اے محمد یہ لوگ (کفار قریش) ہرگز تم تک نہیں پہنچ سکتے جب تک

زمین میں دفن نہ کر دیا جاؤں یعنی میں آپ کی حفاظت میں اپنی جان آپ پر قربان کرنے کو

تیار ہوں۔ خدا نے اپنے نام سے محمد کا نام مشتق کیا ہے پس وہ صاحب عرش محمود ہے اور یہ

محمد ہے (اعزاز خداوندی ہے)۔

الم تعلموا انا وجدنا محمداً — رسولاً کموسیٰ خط فی اول الکتب

ترجمہ: اے قریش تم کو معلوم نہیں ہے کہ ہم نے محمد کو ایسا رسول پایا ہے جو مثل موسیٰ

ہے یہ بات اگلی کتابوں میں یا سب سے پہلی کتاب میں مذکور ہے (اسنی المطالب صفحہ)

وقد علموا ان ابننا لا مکذب — لدینا ولا یعنی بقول الاباطل

ودعوتنی وعلمت انک صادق — ولقد صدقت وکنت ثم امینا

ترجمہ: ہمارا بیٹا محمد جھوٹا نہیں ہے اور نہ وہ باطل قول کی طرف منسوب ہے اے محمد

مجھے دعوت اسلام دی اور مجھے یقین ہے کہ تم سچے ہو اور بیشک تم نے سچ کہا اور تم

ولقد علمت بان دین محمد — من خیر ادیان البریۃ دینا

ترجمہ: مجھے علم ہے کہ محمد کا دین تمام خلقت کے دینوں سے بہتر ہے (اسنی المطالب

www.ShianeAli.com

کتاب مسالک الحنفا فی آباء المصطفیٰ میں علامہ سیوطی ہی سے کہ میں نے نقل کیا ہے اس مجموعہ سے جو بخط شیخ کمال الدین شمسی پدر امام شیخ تقی الدین ہے۔ کہ کسی نے قاضی ابو بکر بن عربی سے سوال کیا۔ کہ اس شخص کے بارہ میں آپ کا کیا حکم ہے جو کہتا ہے کہ آنحضرت کے آباء دوزخی ہیں۔ قاضی نے جواب دیا۔ کہ وہ شخص ملعون ہے کیونکہ خدا کہتا ہے۔ کہ جو لوگ خدا اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ ان پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لیے سخت عذاب تیار کیا گیا ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی امر نہیں جانتا کہ کسی کے باپ کے حق میں کہا جائے۔ کہ وہ دوزخی ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے کہ خداوند عالم نے رسول اللہ کو حضرت ابو طالب کی تربیت کی وجہ سے غنی کر دیا یعنی آپ کی تربیت احسن طریقہ پر کی گئی۔

جس شخص کے پاک دل میں آنحضرت کی خیر خواہی اور ہمدردی کا جذبہ اپنی اولاد سے زیادہ ہو جو رشتہ داروں اور احباب سے محبت رسول کی وجہ سے بگاڑ پیدا کر لے جس کے سر پر محبت رسول کی وجہ سے مصائب کا آسمان ٹوٹ پڑے جو خود قتل ہو جانا قبول کرے۔ مگر آنحضرت کا بال بیکا نہ ہونے دے۔ اور جس کے ایمان کی شہادت خود آنحضرت اپنی زبان سے دیں اس کو کافر کہنا اہلسنت ہی کا حصہ ہے۔

اگر ثلاثہ کے والدین کا خیال ہوتے تو نہ تو آنحضرت کے والدین پر تہمت کفر لگائی جاتی نہ حضرت علی کے والدین کو دائرہ ایمان سے خارج کیا جاتا۔ اور نہ ہی انبیاء کو خطا کار ٹھیرایا جاتا۔ غرض یہ کہ حمایت ثلاثہ کا جو تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اور جس کی وجہ سے اسلام دوسرے مذاہب کی نظر میں حقیر ہے۔ فقہ اہلسنت نے بالخصوص اسلام کو ذلیل کرنے میں کمال کر دکھایا ہے ؎

مجھے یہاں ایک ذی عزت غیر مسلم کا واقعہ یاد آ گیا ہے جو مجھے ہمیشہ احترام کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ اور جس کی عزت میری نظر میں بھی حد درجہ تھی۔ تبادلہ خیال کے دوران میں وہ اسلام کے محاسن کا دلدادہ ہو گیا تھا۔ مگر جب اس کی گہری نگاہ اور عمیق بصارت نے اسلام کی فرقہ بندیوں کو پرکھا۔ تو قبول اسلام کو تعویق میں ڈال دیا۔ اور کھلے الفاظ میں کہہ دیا۔ کہ اسلام کی صورت دست درازیوں کی وجہ سے بہت حد تک بگڑ چکی ہے۔ گو اس میں کچھ بھی شک نہیں شیعہ حضرات کا دم قدم اسلام کے قیام میں از بس غنیمت ہے۔

www.ShianeAli.com

حضرت فاطمہ بنتِ اسد والدہ ماجدہ حضرت علی علیہ السلام

ازالۃ الخلفاء صفحہ ۱۵ پر ہے کہ حضرت رسول اللہ فرمایا کرتے تھے کہ فاطمہ بنت اسد ہماری ماں تھی
بعد اس ماں کے کہ جس سے ہم پیدا ہوئے جب حضرت ابو طالب ہم لوگوں کو جمع کر کے اپنے ساتھ
کھلاتے تو فاطمہ بنت اسد اس کھانے میں سے کچھ بچا رکھتیں جو ہم دوبارہ آ کر کھاتے ۔

ارجح المطالب صفحہ ۲۳۵ پر بحوالہ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ والدہ ماجدہ جناب امیر علیہ السلام کی
تعریف کے متعلق ایک طویل حدیث لکھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ رسول اللہ آپ کے جنازہ پر تشریف
لے گئے اور فرمایا۔ اے میری ماں خدا تجھ پر رحم کرے تو میری ماں کے بعد میری ماں تھی۔ تو خود بھوکی
رہتی۔ اور مجھ کو کھلایا کرتی۔ تو آپ ننگی رہتی۔ اور مجھ کو پہنایا کرتی۔ تو اپنی جان کو اچھے کھانے سے
رکھتی۔ اور مجھے کھلاتی۔ تو خاص خدا کے لئے اور آخرت کے گھر کے لئے یہ حسن سلوک مجھ سے کیا
کرتی۔ آنحضرت نے اپنا پیراہن ان کے کفن کے لئے دیا۔ پھر قبر آنحضرت نے خود کھودی اور
مٹی بھی نکالی پھر خود اس میں لیٹ گئے۔ اس پر صحابہ نے کہا۔ یا حضرت۔ آپ نے اس
ساتھ وہ معاملہ کیا ہے۔ جو آج تک کسی سے نہیں کیا حضور نے فرمایا۔ کہ ابو طالب کے بعد اس سے
زیادہ کوئی شخص میرے ساتھ نیکی کرنے والا نہیں تھا۔ یہی روایت بہ اختلاف الفاظ مدارج النبوۃ جلد
۲ صفحہ ۲۰ پر بھی درج ہے۔

جس پاک گود میں آنحضرت نے آرام فرمایا ہو۔ جن مقدس ہاتھوں پر آنحضرت اٹھائے گئے
ہوں جو پاک سینہ آنحضور کے نورانی جسم سے چمٹا رہا ہو جو پاک ہونٹ آنحضرت کے پاکیزہ رخسار
کے بوسے لیتے ہوں۔ اور جو پاک آنکھیں آنحضرت کے چہرہ پر ہر وقت لگی رہی ہوں ان کے بارے
میں رخنہ اندازی کرنا کہاں کا اسلام اور کہاں کی انسانیت ہے۔ یہ شوخی اور گستاخی اہلسنت کو
ہو۔ شیعہ اثنا عشری تو اس تقدس پر چار حرف بھیجتے ہیں۔

آنحضرت تو ارشاد فرمائیں اور بار بار ارشاد فرمائیں کہ حضرت فاطمہ بنت اسد میری ماں ہیں
وہ واجب الاحترام ہیں اور میری محسنہ ہیں مگر علماء اہل سنت باایں ہمہ ان کو مومن نہ سمجھیں
سے بڑھ کر بے انصافی اور ضمیر فروشی کیا ہو سکتی ہے ÷

محبت غلا شدہ گلا سڑا اور بدبودار پھل ہے جو اس قابل نہیں کہ اسے دوسرے پاکیزہ اور
سالم پھلوں میں رکھا جائے۔ اس مرض کا ازالہ صرف اتنی بات میں ہے۔ کہ اس کو دوسرے پھلوں

www.ShianeAli.com

سے علیحدہ کر کے کہیں دور دراز مقام پر پھینک دیا جائے جہاں اسے جانور کھا جائیں اور
خلق خدا اس کی تعفن اور شرارت سے محفوظ رہے۔

دنیا میں کوئی ایسا مسلمان نہیں ہو سکتا جو کہ اپنے اعمال سے خائف نہ ہو۔ اور جسے خوشنودی
خدا کی ضرورت نہ ہو۔ اگر ثلاثہ کے دل میں ذرہ بھر بھی محبت رسول یا الفت آل رسول ہوتی تو ہم
لوگوں کو کیا پڑی تھی کہ خواہ مخواہ ان کو برا سمجھتے۔ قرآن مجید کی ورق گردانی کریں۔ تفاسیر معتبر
کتب احادیث پر نگاہ غور ڈالیں۔ یا تاریخ کو دیکھیں کوئی بات حضرات ثلاثہ کی حمایت نہیں کرتی
ان کی ہر ایک حرکت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا اسلام صدق اور خلوص سے معرا تھا۔ او
یہ لوگ ہمیشہ اسی تاک میں رہے کہ کب حضرت رحلت فرمائیں۔ اور وہ آپ کی تمناؤں پر کھلے بندوں پانی
پھیر کر دکھا دیں جن کے دل پر آفتاب ایمان نے کسی وقت بھی نور افشانی نہ کی تھی۔ وہ کفر میں
پیدا ہوئے۔ کفر میں پرورش پائی۔ اور کفر میں فوت ہوئے ۔

ولادت جناب امیرؑ

امام ثعلبی نے کتاب بین المعنی تفسیر سورہ الحاقہ میں حدیث نور کو بروایت انس بن مالک لکھا
کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ میں اور علی ایک ہی نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور ہم دونوں اس وقت عرش کی
داہنی جانب خدا کی یاد میں مصروف تھے جب کہ ابھی کچھ مخلوق نہ ہوا تھا۔ حدیث نور یہ ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلقت انا و علی بن ابی طالب من نور واحد
نسبح اللہ عزوجل فی یمنۃ العرش قبل خلق الدنیا۔

ابن مغازلی شافعی نے حضرت ابوذر سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ میں اور علی
ایک نور تھے جو عرش کی داہنی طرف خدا کے سامنے تسبیح و تقدیس کرتے تھے ابھی آدمؑ کے پیدا ہونے میں
چودہ ہزار برس باقی تھے پس یہ نور اصلاب میں منتقل ہوتا ہوا عبدالمطلب کی صلب میں مقیم ہوا۔
جہاں اس کے دو ٹکڑے ہوئے۔ ایک ٹکڑے سے میں اور دوسرے سے علیؑ پیدا ہوا ۔

فصول المہمہ ابن صباغ مالکی میں ہے کہ سوائے حضرت علیؑ کے کوئی شخص خانہ کعبہ میں پیدا
نہیں ہوا۔ یہ وہ فضیلت ہے کہ حضرت علیؑ سے مخصوص ہے تاکہ حضرت کا علو مرتبہ و جلالت قدر ظاہر ہو۔
محمد بن محمود قریشی شافعی لکھتا ہے کہ جب حضرت علیؑ پیدا ہوئے اور رسول اللہؐ ان کو دیکھنے
گئے تو حضرت علیؑ بیٹھ گئے اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ اور پھر رسول اللہ کی طرف

www.ShianeAli.com

متوجہ ہو کر قرآن پڑھنا شروع کیا حالانکہ ابھی قرآن نازل ہونا شروع بھی نہ ہوا تھا اور سورہ مومنون
کو شروع سے خاشعون تک پڑھا۔ رسول اللہ نے فرمایا اے علی تمہاری وجہ سے ان مومنین نے
رستگاری پائی۔ سورہ مومنون آیۂ مبارک قد افلح المومنون تا خاشعون ملاحظہ ہو۔ ناظرین
احادیث کثیرہ معتبرہ شاہد ہیں کہ جب کبھی رسول اللہ باہر سے گھر میں آتے۔ تو حضرت علی کی ماں
حضرت فاطمہ بنت اسد سرو قد کھڑی ہو جاتیں۔ اور فرماتیں کہ میرے پیٹ کا بچہ رسول اللہ کی تعظیم کو کھڑا
ہوتا ہے اور مجھے کھڑا ہونے پر مجبور کرتا ہے جب حضرت علی پیدا ہوئے۔ آپ نے آنکھیں بند کی ہوئی
تھیں رسول اللہ نے آپ کو گود میں اٹھایا۔ تو آنکھیں کھول دیں۔ اور آنحضرت کا لعاب دہن
سیر ہو کر چوسا۔ اور پھر خود گویا ہو کر تمام توریت و زبور اور انجیل کو از بر پڑھ دیا سچ پوچھئے تو آپ کے
واقعات ہی ایسے حیرت انگیز ہیں کہ آپ پر بعض کوتاہ اندیشوں نے الوہیت کا گمان کیا۔ امام
شافعی کا قول زبان زد عام ہے کہ شافعی اس سوچ اور تردد میں مر گیا۔ کہ آیا علی اس کا خدا ہے
یا اللہ اس کا خدا ہے۔

درج المطالب ص۴۳۶ پر بحوالہ مطالب السئول مصنفہ محمد بن طلحہ شافعی لکھا ہے۔ کہ "ولد
بالکعبۃ البیت الحرام"۔ یعنی حضرت علی کعبہ میں پیدا ہوئے۔
سوانح عمری ص۳۹ بعبارت مقالی فصول المہمہ علامہ ابن صباغ مالکی کفایت الطالب …
علامہ محمد بن یوسف شافعی مطبوعہ مصر ص۴۹ کتاب المناقب علامہ ابن شہر آشوب مطبوعہ بمبئی …
دوم ص۲۲ پر ہے کہ حضرت علی کی والدہ محترمہ طواف خانہ کعبہ کر رہی تھیں کہ ان کو درد زہ پیدا …
بحکم خدا دیوار کعبہ پھٹ گئی۔ اور حضرت فاطمہ بنت اسد کو کعبہ کے اندر داخل ہونے کا حکم ہوا
چنانچہ حضرت علی کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ اور حضرت فاطمہ وہاں تین روز تک رہیں۔ اور
میوہ ہائے بہشتی آپ کی خوراک تھی۔

ازالۃ الخفا مقصد دوم ص۲۵۱ پر ہے کہ امام حاکم کہتا ہے کہ اس بارہ میں متواتر احادیث
چلی ہیں کہ حضرت علی خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ ناظرین ایک لطیفہ لکھتا ہوں۔ جو اہلسنت
محض حضرت علی کی کسر شان کی غرض سے وضع کیا ہوا ہے۔ استیعاب جلد اول ص۱۳۲ پر …
حکیم بن حزام خانہ کعبہ میں پیدا ہوا۔ اس کی ماں چند عورتوں کے ساتھ داخل کعبہ ہوئی …
کو درد زہ پیدا ہوا۔ پس ایک چمڑا لا کر رکھ گیا۔ جس پر وہ پیدا ہوا۔
ازالۃ الخفا ص۲۵۱ پر ہے کہ امام حاکم ترجمہ حکیم بن حزام میں لکھا ہے کہ مصعب کہتا …

www.ShianeAli.com

حکیم بن حزام سے نہ کوئی پہلے اور نہ کوئی بعد خانہ کعبہ میں پیدا ہوا۔ مگر متعصب کا یہ غلط وہم ہے
کیونکہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ کہ حضرت علی خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔

میزان الاعتدال جلد اول صفحہ ۳۳ پر ہے۔ کہ احمد بن علی سلیمانی کہتا ہے۔ کہ زبیر بن بکار
وضاع الحدیث و منکر الحدیث ہے۔ اسد الغابہ جلد سوم صفحہ ۴۰ پر ہے کہ حکیم بن حزام جس کی
ولادت خانہ کعبہ میں بتلائی جاتی ہے حضرت خدیجہ اور زبیر بن عوام کا بھتیجا ہے۔ اور یہی
وجہ ہے۔ کہ زبیر بن بکار نے جو اس خاندان سے ہے۔ یہ حدیث وضع کی ناظرین زبیر کا باپ وہ
شخص ہے جو حضرت یحییٰ بن عبداللہ بن حسن کے قتل کا باعث ہوا۔ پس زبیر کے دشمن اہلبیت
ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

باتفاق مورخین اور باتفاق احادیث حضرت علی علیہ السلام کعبہ میں پیدا ہوئے ہیں
حقیقت سے انکار تو محال تھا۔ مگر ولادت علی کو بھی آخر رنگ لانا تھا۔ علمائے اہلسنت نے لکھ دیا
کہ حکیم بن حزام بھی کعبہ میں پیدا ہوا تھا۔

حضرت علی آنحضرت پر تمام مسلمانوں سے کئی سال پہلے ایمان لائے۔ اور سابق الایمان کہلائے گئے
مگر یہ فضیلت ابوبکر بن قحافہ کو خواہ مخواہ اور زبردستی دے دی گئی۔

حضرت علی کی ذوالفقار نے اسلام کی حمایت میں اہل آسمان تک سے جوہر مردانگی کی داد لی۔
مگر یہ بھی خالد جیسے دشمن اہلبیت کو دے دی گئی۔

حضرت علی بحالت سجدہ مسجد میں عبدالرحمن بن ملجم کے ناپاک ہاتھ سے شہید کر دئے گئے۔
مگر یہی مرتبہ بلا دلیل اور بلا ثبوت عمر بن خطاب کو دے دیا گیا۔

غرض علمائے اہلسنت کے بڑوں نے تو حقوق اہلبیت کو غصب کیا۔ یہ ان کے مراتب اور
فضائل کے غصب کرنے میں ماہر اور کامل ہیں۔

ناظرین جتنا چاہیں غور کریں اہلسنت کو آل محمد کے احترام سے کچھ غرض نہیں۔ ابھی تھوڑے
عرصے کا واقعہ ہے۔ کہ دہلی کے ایک دشمن اہلبیت اور اہلسنت کے مرزا حیرت دہلوی نے
ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگایا۔ کہ شہادت حسینی فرضی واقعہ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اسے علم تھا کہ شہادت
حسین صرف خلافت یزیدی کی تکذیب نہیں کرتی ہے۔ بلکہ خلافت ثلاثہ کو بھی صریحاً باطل کر دیتی ہے
مگر اس کی ایمان فروشی نے اس کی کچھ دستگیری نہ کی۔ اور اس کے تمام ارادے نامرادی کی خاک میں
دفن ہو گئے۔

www.ShianeAli.com

حکیم بن حزام سے نہ کوئی پہلے اور نہ کوئی بعد خانہ کعبہ میں پیدا ہوا۔ مگر متعصب کا یہ غلط وہم ہے۔
کیونکہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ کہ حضرت علی خانہ کعبہ میں پیدا ہو گئے۔

میزان الاعتدال جلد اول صفحہ ۳۴۰ پر ہے۔ کہ احمد بن علی سلیمانی کہتا ہے۔ کہ زبیر بن بکار
وضاع الحدیث و منکر الحدیث ہے۔ اسد الغابہ جلد سوم صفحہ ۴۰ پہ ہے کہ حکیم بن حزام جس کی
ولادت خانہ کعبہ میں بتلائی جاتی ہے حضرت خدیجہ اور زبیر بن عوام کا بھتیجا ہے۔ ایسی ہی
وجہ ہے۔ کہ زبیر بن بکار نے جو اس خاندان سے ہے۔ یہ حدیث وضع کی ناظرین زبیر کا باپ وہ
شخص ہے جو حضرت یحیٰی بن عبداللہ بن حسن کے قتل کا باعث ہوا۔ پس زبیر کے دشمن اہلبیت
ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

باتفاق مورخین اور باتفاق احادیث حضرت علی علیہ السلام کعبہ میں پیدا ہوئے ہیں
حقیقت سے انکار تو محال تھا۔ مگر ولادت علی کو بھی آخر رنگ لانا تھا۔ علمائے اہلسنت نے لکھدیا
کہ حکیم بن حزام بھی کعبہ میں پیدا ہوا تھا۔

حضرت علی آنحضرت پر تمام مسلمانوں سے کئی سال پہلے ایمان لائے۔ اور سابق الایمان کہلائے گئے
مگر یہ فضیلت ابوبکر بن قحافہ کو خواہ مخواہ اور زبردستی دے دی گئی۔

حضرت علی کی ذوالفقار نے اسلام کی حمایت میں اہل آسمان تک سے جو بہر مردانگی کی داد لی۔
مگر یہ بھی خالد جیسے دشمن اہلبیت کو دے دی گئی۔

حضرت علی بحالت سجدہ مسجد میں عبدالرحمن بن ملجم کے ناپاک ہاتھ سے شہید کر دئے گئے۔
مگر یہی مرتبہ بلا دلیل اور بلا ثبوت عمر بن خطاب کو دے دیا گیا۔

غرض علمائے اہلسنت کے بڑوں نے تو حقوق اہلبیت کو غصب کیا۔ یہ ان کے مراتب اور
فضائل کے غصب کرنے میں ماہر اور کامل ہیں۔

ناظرین جتنا چاہیں غور کریں اہلسنت کو آل محمد کے احترام سے کچھ غرض نہیں۔ ابھی تھوڑے
عرصے کا واقعہ ہے۔ کہ دہلی کے ایک دشمن اہلبیت اور اہلسنت مسمی مرزا حیرت دہلوی نے
ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگایا۔ کہ شہادت حسینی فرضی واقعہ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اسے علم تھا کہ شہادت
حسین صرف خلافت یزیدیہ ہی کی تکذیب نہیں کرتی ہے۔ بلکہ خلافت ثلاثہ کو بھی صریحاً باطل کرتی ہے
مگر اس کی ایمان فروشی نے اس کی کچھ دستگیری نہ کی۔ اور اس کے تمام ارادے نامرادی کی خاک میں
دفن ہو گئے۔

www.ShianeAli.com

حلیہ جناب امیرؑ

نصر بن مزاحم مورخ صفین لکھتا ہے۔ کہ حضرت علی کا قد نہ لمبا اور نہ چھوٹا جسم گوشت سے
بھرا ہوا تھا۔ آنکھیں کشادہ اور سیاہ تھیں۔ سینہ چوڑا اور بازو نہایت قوی تھے ڈاڑھی گھنی اور
منقطع تھی۔ گردن صراحی دار اور ہاتھ مضبوط تھے۔ رنگ ملیح اور پنڈلی باریک اور ماتھا کشادہ تھا۔
چہرے سے شاہانہ رعب و داب ٹپکتا تھا۔ کبھی کبھی لطیف مذاق فرمایا کرتے تھے۔
تاریخ خمیس صفحہ ۲۷۸ پر ہے کہ حضرت علی کا چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔
اللہ اللہ ایک طرف تو وہ نورانی چہرے رونق افروز بزم عالم ہیں۔ کہ ان کی ضیاء کے سامنے
آفتاب عالم تاب کی روشنی مات ہے۔ دوسری طرف وہ مکروہ صورت اور ناگفتہ بہ ہستیاں ہیں۔
جن میں سے کسی کی شکل و شباہت اونٹ کے بچے سے ملتی جلتی ہے کوئی اتنا طویل القامت
اور بد اندام ہے کہ خدا کی پناہ۔ کوئی نعش کہلاتا ہے۔ اور کسی کا قد بہت چھوٹا اور پیٹ
رانوں پر پڑتا ہے حق تو یہ ہے کہ شکل و صورت کی دلفریبی بھی خداداد عطیہ ہے۔

جناب امیرؑ کی سبقت اسلامی

خصائص نسائی مطبوعہ مصر صفحہ ۳ اور تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۱۳ پر ہے۔ کہ عفیف کہتا ہے کہ ہم خر
خریداری مال کو مکہ میں گئے اور حضرت عباسؓ کے ہاں ٹھہرے۔ دیکھا کہ خانہ کعبہ میں ایک جوان آیا۔ اس
اس کے بعد ایک لڑکا اور ایک عورت آئی۔ اور سب نے مل کر نماز پڑھی۔ ہم نے عباس سے پوچھا
یہ کون ہیں۔ اور کیا کرتے ہیں۔ کہا۔ یہ نوجوان محمدؐ ہے جو میرا بھتیجا ہے۔ اور یہ لڑکا علیؑ ہے اور
یہ عورت خدیجہ محمدؐ کی زوجہ ہے۔ ان کا گمان ہے کہ خدا نے ان کو ایسا حکم دیا ہے۔ خدا کی قسم اس
وقت دنیا بھر میں اس دین پر سوائے ان تینوں کے کوئی اور نہیں دیکھتا۔ اور عباد بن عبداللہ
سے روایت ہے۔ کہ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ کہ میں ہوں بندہ خدا۔ اور برادر رسول اور صدیق اکبر ہوں
بعد جو اس کا دعویٰ کرے وہ کاذب ہے۔ کیونکہ میں نے سات برس لوگوں سے پہلے ایمان کا اظ
کیا۔

فتاویٰ عزیزی شاہ عبدالعزیز دہلوی مطبوعہ مجتبائی دہلی جلد دوم صفحہ ۱۸ پر ہے کہ احادیث صحیحہ میں
کہ جناب امیرؑ کی کنیت ابو تراب اور ابوالریحانتین تھی۔ اور ملقب ذی القرنین و یعسوب الدین و صدیق

www.ShianeAli.com

فاروق و سابق و یعسوب الامۃ و یعسوب المومنین بموجب تحریر ریاض النضرہ ابن ... و شریف و رازی و دیلمی تھا۔
تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۱۲ پر ہے کہ آنحضرت نے دوشنبہ کو اعلان بعثت کیا اور حضرت علی نے
اس کے پیچھے سہ شنبہ کو نماز پڑھی اور سب سے پہلے ایمان لائے۔ ازالۃ الخفاء صفحہ ۲۸۰ پر ہے کہ حضرت علی
نے فرمایا۔ کہ قرآن صامت ہے اور ہم قرآن ناطق ہیں۔

احمد القرطبی نے کتاب بغداد میں ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں ذہبی نے کتاب العبر میں اور [illegible]
نے بغیۃ الوعاۃ میں لکھا ہے۔ کہ خلیفہ مامون نے قاضی یحییٰ بن اکثم شیخ البخاری اور اسحاق فقیہ بغدادی سے
پوچھا کہ آیہ قرآنی "السابقون السابقون اولئک هم المقربون" کے مطابق جو شخص سب سے پہلے آنحضرت پر ایمان لایا
وہ آپ کی رائے میں کیسا ہے۔ دونوں علماء نے کہا کہ ایسے شخص سے افضل کوئی نہیں ہو سکتا۔ مامون نے کہا۔ کہ
جملہ دینی متفق ہیں۔ کہ وہ شخص علی ابن ابیطالب ہیں۔ علماء نے کہا کہ یہ درست ہے۔ مگر اس وقت حضرت علی کی عمر
بہت چھوٹی تھی۔ (ناظرین اس وقت حضرت علی کی عمر تیرہ سال تھی) اس عمر کا ایمان قابل اعتبار نہیں۔ مامون نے
کہا۔ کہ حضرت علی کے لڑکپن میں ایمان لانے سے تین باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ حضرت علی نے کم
سنی میں توحید اور رسالت رسول کی تصدیق کی۔ اس لئے کہ عقل و فہم کے لحاظ سے تمام انسانوں سے افضل تھے
دوسرے یہ کہ رسول اللہ نے جان بوجھ کر ایک کمسن لڑکے کو ایمان کی تکلیف دی۔ اس لئے آنحضرت کو اس
کی فہم و عقل سے واقف ہونے کا یقین کامل ہوگا۔ تیسرے یہ کہ اگر حضرت علی کو بذریعہ الہام ایمان
لانے کا علم ہوا تھا۔ تو یہ بات سب سے بڑھ کر لطیف ہے۔

اہلبیت علیہم السلام کی کوئی دینی فضیلت نظر نہیں آتی جسے غصب کر کے حضرت ثالث اور یاران ثلاثہ کو
نہ دیدی گئی ہو حضرت علی کے سابق الایمان ہونے کا واقعہ ایسا بدیہی اور روشن تھا جس سے انکار ناممکن تھا
لیکن علمائے اہلسنت کی نظر امیر محبت پر نفرین امیر خود آفرین ہے جن کی دستبرد اور غصب سے یہ فضیلت
بھی محفوظ نہ رہ سکی۔ اور ابوبکر بن ابی قحافہ کو بلا دلیل و برہان سابق الایمان لکھ دیا۔

تزویج جناب امیر

شرح مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۸ پر ہے کہ ہم لوگ آنحضرت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت علی باہر سے آگئے
آنحضرت نے تبسم فرمایا کہ اے علی خدا نے ہم کو حکم دیا ہے۔ کہ فاطمہ کو تم سے تزویج کر دیں۔ یہ تزویج چار سو
مثقال چاندی پر ہوگی۔ اگر تم راضی ہو۔

پیغمبر اس سے پہلے حضرت فاطمۃ الزہرا کا نکاح جناب امیر سے ہوتا ابوبکر بن قحافہ عمر بن خطاب و عثمان بن عفان۔

www.ShianeAli.com

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس نکاح کی درخواست کر چکے تھے۔ اور آنحضرت نے ان کی خواہش

کو شرف قبولیت عطا نہیں فرمایا تھا۔

جناب فاطمہؑ کا جناب امیرؑ کے نکاح میں آجانا ہی ایک ایسی عظیم الشان فضیلت تھی جو وراثت اصل میں

خلافت رسول تھا۔ اقوال رسول، حکم خدا، علم، شجاعت، معجزات وغیرہ مزید حقوق خلافت تھے۔ لیکن

افسوس حرص دنیا انصاف پر غالب آئی۔ اور حقدار کو حق سے محروم کر دیا گیا۔

علم جناب امیر علیہ السلام

ینابیع المودۃ امام شیخ سلیمان قندوزی حنفی مطبوعہ قسطنطنیہ ص۱۰۲ سطر ۵ پر بروایت امام صادقؑ

لکھا ہے۔ کہ قرآن کا مکمل علم ہم اہلبیت کے پاس ہے۔ سلیمان کے وزیر (آصف برخیا) کو صرف ایک حرف

کا علم اور ایک حصہ کتاب کا علم ملا تھا جس سے وہ تخت بلقیس کو آنکھ کی پلک میں حاضر کر سکتا تھا۔ حضرت

عیسیٰ کو بھی کچھ علم ملا تھا مگر حضرت علی کے بارہ میں ہے۔ ومن عندہ علم الکتاب یعنی حضرت علی علیہ السلام

تمام کتاب خدا کا علم عطا ہوا تھا۔ قرآن خود مدعی ہے کہ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔

ینابیع المودۃ ص۸۰ سطر ۹ پر بروایت ابن عباس لکھا ہے۔ کہ آنحضرت کو خدا سے علم ملا اور حضرت علیؑ

السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور مجھ کو حضرت علی علیہ السلام سے میرا اور تمام صحابۂ رسولؐ کا

مجموعی علم مقابلہ حضرت علی علیہ السلام کے علم کے گویا ایک قطرہ ہے سات دریاؤں کے سامنے۔

ینابیع المودۃ ص۷۴ سطر ۹ پر بروایت ابن سعد لکھا ہے۔ فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ خدا کی

قسم اللہ سے الناس تک کوئی ایسی آیت نہیں مگر میں جانتا ہوں کہ کس جگہ اور کس کے بارے میں اتری

میری خدا نے مجھے سمجھدار دل اور ناطق زبان عطا کی ہے۔

محمد بن علی الحکیم الترمذی کتاب شرح رسالہ فتح مبین میں بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ دنیا

کل علم کے دس حصوں میں تقسیم ہوا۔ نو حصے مخصوص حضرت علی علیہ السلام کو عطا ہوئے اور علم کا دسواں حصہ تمام لوگوں

تقسیم ہوا۔ اور اس دسویں حصہ میں بھی حضرت علی علیہ السلام سب لوگوں سے زیادہ عالم یعنی حصہ دار ہیں

علامہ نقاش نے اپنی تفسیر میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ خدا نے آنحضرت کو علم دیا۔ آنحضرت نے

حضرت علی علیہ السلام کو اور حضرت علی علیہ السلام نے مجھ کو علم عطا کیا میرا اور جملہ اصحاب رسول اللہ کا علم جناب

امیر علیہ السلام کے علم کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسا کہ سات سمندروں کے مقابلہ میں ایک قطرہ ہو۔

حاشیہ بخاری پارہ بیسواں کتاب فضائل القرآن ص۷۴۶ میں ہے کہ حضرت علیؑ کا جمع کردہ قرآن ترتیب

www.ShianeAli.com

نزول کے موافق تھا۔ تاریخ الخلفاء سیوطی ذکرہ ابن سیرین ص۹۵ اور ابن فاطمہ ترجمہ صواعق محرقہ میں ہے
کہ ابن سیرین کہتا ہے کہ اگر حضرت علی علیہ السلام کا جمع کردہ قرآن ہم تک پہنچتا تو وہ درحقیقت بہت بڑا ذخیرہ
ہوتا۔ اس کی ترتیب موافق نزول تھی۔ بخاری پارہ بیسواں ص۱۲۶ پر ہے کہ عبداللہ بن مسعود کا قرآن عثمان
کے قرآن کی ترتیب پر نہ تھا۔ ص۱۳۵ پر ہے کہ ابن مسعود نے کہا کہ میں عثمان کے کہنے پر عمل نہیں کر سکتا کہ
اپنا قرآن جلا ڈالوں۔ اور اس کے جمع کردہ قرآن کی ترتیب کے موافق پڑھا کروں ص۱۳۳ پر ہے کہ عثمان
کے جمع کردہ قرآن کی ترتیب تنزیل کے مطابق نہیں ہے اور نہ ہی ترتیب کا لحاظ ضروری امر ہے۔

اس حقیقت سے ہر ایک خواندہ شخص آشنا ہے کہ قرآن پاک کی موجودہ ترتیب جس کا مرتب عثمان
بن عفان ہے وہ تنزیل کے مطابق نہیں ہے۔ موجودہ قرآن میں بقول علمائے اہلسنت کئی آیات کی
کمی ہے۔ ان آیات میں ایک آیہ کو تو عائشہ بنت ابوبکر کے سرہانے سے بکری کھا گئی تھی۔

ثلاثہ اور یاران ثلاثہ تو جنگوں سے بھاگ کر زخم کے مارے دنوں اور مہینوں دربار رسولؐ سے غائب
رہتے تھے۔ وہ تمام آیات قرآنی کے شان نزول سے کس طرح آگاہ ہو سکتے ہیں۔ اور نیز جو لوگ چالیس
سال یا پچاس سال کی عمر میں ایمان لائیں وہ ان آیات قرآنی کے شان نزول سے کس طرح آگاہ ہو
سکتے ہیں جو ان کے ایمان لانے سے پہلے نازل ہو چکی ہیں۔ اگر جناب امیرؑ کا جمع کردہ قرآن مملکت میں
رائج کر دیا جاتا تو اسلام کو فائدہ عظیم پہنچتا اور خود غرض لوگوں کو بیہودہ تاویلات کا موقع بھی نہ مل سکتا
فرقہ بندیوں کا محشر بھی ہر طرف بپا نہ ہوتا۔ ابوبکر بن قحافہ کے پاس جناب امیرؑ اپنا جمع کردہ قرآن لیکر
تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہ میرا جمع کردہ قرآن ہے جس کی آیات کی ترتیب تنزیل کے مطابق ہے
اسے لو اور ملک میں رائج کرو۔ لیکن ابوبکر جیسے بے علم شخص جس کو ہر علم کو کیونکر پہچان سکتا تھا اس
نے اس قرآن کے لینے سے انکار کر دیا۔ اور مسلمانوں کو ایک نعمت عظمیٰ سے محروم کر دیا۔

حضرت علیؑ خداوند عالم کے لطف و کرم اور رسول اللہ کی مہربانی سے علوم ارضی و سماوی سے
آگاہ تھے۔ آپ کے علم کے مقابلہ میں تمام مخلوقات ارضی و سماوی کے علم کو وہی نسبت حاصل ہے جو نجوم
فلک کے مقابلہ میں ایک خاک کے ذرہ کو ہوتی ہے۔

دوسری طرف نگاہ ڈالتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی خلیفہ نصاریٰ کے اعتراضوں سے سپر
صد شکست کھا کر بغلیں جھانک رہا ہے۔ کسی خلیفہ کو بارہ سال میں ایک سورہ قرآنی بھی حفظ نہیں
ہو سکتی اور کسی کے دل میں قرآن مجید کا احترام اتنا بھی نہیں کہ اس کی عظمت کی قسم اٹھا کر اس پر
کاربند رہے

www.ShianeAli.com

مناقب و فضائل جناب امیر علیہ السلام

مدارج النبوۃ جلد دوم ص ۶۵ پر لکھا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام بحکم محبوب ذوالجلال آنحضرت صلعم کے کندھوں پر چڑھے اور بتوں کو دیوار کعبہ سے گرا دیا۔ اس حالت میں آنحضرت صلعم نے حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا کہ تو اپنے آپ کو کیا پاتا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے عرض کی یا حضرت میں ایسا دیکھتا ہوں پردے کھل گئے ہیں گویا میرا سر ساق عرش تک پہنچ گیا ہے اور جس چیز پر ہاتھ دراز کرتا ہوں میرے ہاتھ میں آتی ہے حضرت رسول اکرم نے فرمایا کہ خوشا وقت تیرا کہ کار حق کرتا ہے اور خوشا حال میرا کہ بار حق اٹھاتا ہوں یہیں یہاں ایک لطیفہ سناتا ہوں۔ صاحب مدارج النبوۃ نے اسی مقام پر لکھا ہے کہ رسول اللہ کی نحوست اس لئے نہ ٹوٹتی ہے کہ اگر آپ کے ہاتھ بتوں سے مس ہو جاتے تو وہ جنتی ہو جاتے حالانکہ خدا نے وحصب جہنم فرمایا ہے العجب ثم العجب یہ شگوفہ ایک غلط بات کے لئے بنایا گیا ہے ورنہ اگر محض مس ہی سے کوئی چیز واجب الجنت ہو جاتی ہے تو سنی لوگ اور خاص کر ابو حنیفہ اور ان کے مقلد والدہ جناب رسول کریم کو کیوں کافر اور جہنمی کیونکر کہتے ہیں حالانکہ رسول اکرم آپ کے شکم مطہر سے پیدا ہوئے اور یہاں مس سے بھی بڑھ کر مرتبہ حاصل ہے اور حضرت ابوطالب علیہ السلام کو کیوں کافر کہتے ہیں جنہوں نے کئی دفعہ جسم رسول کو مس کیا

وفاء الوفا مجمع کبیر طبرانی جلد اول ص ۶۷ پر ہے کہ جابر بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ اہل قبا نے جب حضرت سے سوال کیا کہ ایک مسجد لوگوں کے لئے بنائی جائے تو حضرت نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے ناقہ پر سوار ہو ابو بکر اٹھا سوار ہوا مگر اونٹ نے قدم نہ اٹھایا تو وہ اتر کر چلا آیا اور بیٹھ گیا تب عمر سوار ہوا مگر ناقہ نے قدم نہ اٹھایا یہ بھی اتر کر چلا آیا اور بیٹھ گیا۔ تب حضرت نے فرمایا کوئی سوار ہو اس پر جناب امیر علیہ السلام اٹھے جب حضرت سوار ہوئے اور پاؤں مبارک رکاب میں رکھا تو ناقہ چلنے لگا۔ حضرت نے فرمایا مہار اس کی چھوڑ دو اور اس جگہ کے مدار پر مسجد بناؤ کہ یہ ناقہ مامور ہے۔

مصابیح میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ میری امت میں حضرت علی قاضی القضاۃ ہیں۔ اور صواعق محرقہ ترمذی نسائی اور مشکوٰۃ میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ ینابیع موفق بن احمد خوارزمی میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ علی کا گوشت اور خون میرا گوشت اور خون ہے۔ ترمذی حاکم صواعق محرقہ ازالۃ الخفا اور تاریخ سیوطی میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

ترجمہ ازالۃ الخفا جلد سوم ص ۲۳۴ پر ہے کہ فرمایا آنحضرت نے علی تو سب میں سے اچھا قاضی ہے۔

www.ShianeAli.com

تاریخ اسلام مطبوعہ لندن صفحہ ۲۹۶ پر ہے کہ ابوبکر اور عمر شرعی فیصلوں اور فتووں میں حضرت علی علیہ السلام سے ہدایت پاتے رہے۔

تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد ششم صفحہ ۱۲۲ اور مشکوٰۃ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ صفحہ ۲۹۳ سطر ۱ اور شرح نظام الحق اور توضیح الدلائل علی ترجیح الفضائل اور کتاب المناقب علامہ ابوالحسن المغازلی میں ہے کہ آنحضرتؐ نے بحکم خدا تمام اصحاب کے دروازے جو مسجد نبوی کی طرف کھلتے تھے بند کر دیئے گئے مگر حضرت علی علیہ السلام کے گھر کا دروازہ بند نہ کیا اور فرمایا کہ علی بحالت جنب داخل مسجد ہو سکتے ہیں۔

تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۲۸۳ اور تفسیر ثعلبی اور احیاء العلوم امام غزالی میں ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام شب ہجرت کو بستر رسول اللہ پر سوئے تو خداوند عالم نے جبرائیل اور میکائیل سے پوچھا کہ میں نے تم دونوں میں بھائی چارہ قرار دیا تم میں سے کوئی ہے جو اپنی عمر دوسرے کو دیدے۔ جب دونوں نے انکار کیا تو خدا نے فرمایا کہ میں نے علی ولی اور محمد نبی میں بھائی چارہ قرار دیا۔ دیکھو علی نے اپنے بھائی محمدؐ پر اپنی جان کس طرح قربان کی ہے پس جبرائیل حضرت علی علیہ السلام کے سرہانے اور میکائیل آپ کے پاؤں کے مقابل میں بیٹھے۔ جبرائیل نے کہا۔ مبارک ہو مبارک ہو اے علی علیہ السلام کہ خود خداوند عالم تمہارے سبب سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے پس تمہارا مثل کون ہو سکتا ہے۔

امام شافعی کہتا ہے کہ میں کب تک اور کہاں تک حضرت علی علیہ السلام کی دوستی میں ملامت کیا جاؤں گا کیا فاطمہؑ جیسی زوجہ کسی اور کو ملی ہے۔ اور کیا ہل اتیٰ کسی اور کی شان میں نازل ہوئی ہے اس کے متعلق فریدالدین عطار کہتا ہے ؎

در مناقش لافتیٰ آمد پدید　　　　واز سہ نانش ہل اتیٰ آمد پدید

تاریخ الخلفاء مطبوعہ مجتبائی صفحہ ۱۲۲ پر ہے کہ امام احمد حنبل کہتا ہے کہ کسی صحابی رسول کے حق میں اس قدر فضیلتیں وارد نہیں ہوئیں جس قدر حضرت علی علیہ السلام کے حق میں وارد ہوئی ہیں۔ اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۲ پر ہے کہ طبرانی اور حاتم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ قرآن میں جہاں جہاں یاایھا الذین آمنوا آیا ہے حضرت علی علیہ السلام اس کے امیر اور شریف ہیں۔ ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں تین سو آیات قرآن میں ہیں۔

مولوی عبیداللہ صاحب امرتسری نے ارجح المطالب مطبوعہ امرتسر صفحہ ۔۔۔ پر لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کو مومنوں کا امیر اور مسلمانوں کا سردار بنایا ہے۔ ابن مردویہ لکھتا ہے کہ مومنوں کا امام عرب کا سردار اور اوصیا سے برگزیدہ اور مخلوقات سے بہتر فرمایا۔ ابن مردویہ و دیلمی لکھتا ہے۔ کہ

www.ShianeAli.com

امیر المومنین و سید المسلمین و امام المتقین فرمایا۔ دیلمی نے فردوس الاخبار میں لکھا ہے کہ امام المتقین فرمایا۔
دیلمی نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کا سردار اور مومنوں کا بادشاہ اور اہل جنت کا پیشوا فرمایا حاکم اور ابن مردویہ اور دیلمی
اور ابن مغازلی نے لکھا ہے کہ صالحوں کا سردار اور مومنوں کا بادشاہ اور اہل جنت کا پیشوا فرمایا۔ سبط ابن جوزی
نے تذکرہ خواص الائمہ میں لکھا ہے کہ سید الصادقین فرمایا۔ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اور محب طبری نے ریاض
النضرہ میں اور طبرانی نے کبیر میں لکھا ہے کہ سید العرب فرمایا۔ طبرانی اور دیلمی نے لکھا ہے کہ صدیق الاکبر و
فاروق اعظم اور یعسوب الامت فرمایا۔ احمد نے مناقب میں اور نسائی نے خصائص میں اور حاکم نے مستدرک
میں اور ابن ابی شیبہ نے سنن میں اور ابن عاصم نے سنن میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں لکھا ہے۔ کہ خدا کا بندہ
اور رسول کا بھائی اور صدیق اکبر فرمایا۔ ابن قتیبہ نے المعارف میں اور ابن النجار نے تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ
صدیق اکبر اور ہمارا رفیق فرمایا۔ خوارزمی اور دیلمی نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لانے والا اور صدیق
اکبر اور فاروق اعظم اور یعسوب المومنین اور منافقوں کی پہچان فرمایا۔ دیلمی نے لکھا ہے کہ خاتم الوصیین و
دیلمی اور ابن مردویہ نے لکھا ہے کہ خیر الوصیین فرمایا۔ خضری اور ابن مردویہ اور بغوی اور دیلمی نے لکھا ہے
کہ ہمارا وزیر اور وصی اور وارث اور افضل الناس فرمایا۔ خوارزمی اور دار قطنی نے لکھا ہے۔ کہ تمام
اوصیاء سے بہتر فرمایا۔

مفتاح النجاح میں امام دیلمی سے بروایت امام حسین علیہ السلام لکھا ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ
اگر کوئی شخص اتنی مدت تک عبادت کرے جتنی مدت نوحؑ نے اقامت کی ہے اپنی قوم میں۔ اور کوہ احد کے
سونا خیرات میں دے اور اس کی عمر لمبی کر دی جائے۔ کہ ہزار حج پاپیادہ کرے۔ اور پھر صفا اور مروہ کے
درمیان مظلوم مارا جائے لیکن اے علیؑ وہ تجھے دوست نہ رکھے۔ تو وہ جنت کی بو تک نہیں سونگھ سکے
گا۔

تفسیر در منثور و تفسیر کبیر رازی۔ کنز العمال ملا علی متقی باب الفضائل جلد ششم ص۱۵۲ ینابیع المودۃ طبع
مصر ص۱۲۵ ارجح المطالب ص۲۲ پر کئی متعدد روایات منقول ہیں۔ کہ صدیق صرف تین ہیں۔ حزقیل مومن آل فرعون
حبیب نجار مومن آل یٰسین علی ابن ابیطالب علیہ السلام۔ اخطب خوارزم نے کتاب مناقب ص۲۹۰ پر لکھا
ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے چہرہ کے نور سے ملائکہ کو پیدا کیا گیا۔
ینابیع المودۃ مطبوعہ مصر ص... پر ہے کہ ابن مغازلی شافعی نے بروایت ابوہریرہ لکھا ہے کہ فرمایا رسول اللہ
نے کہ علی علیہ السلام کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے۔ اور ینابیع ص۸۳ پر ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام
بہشت اور دوزخ کا بانٹنے والا ہے۔

www.ShianeAli.com

اخطب خوارزم نے کتاب مناقب میں لکھا ہے۔ کہ معراج کی رات خداوند عالم نے آنحضرتؐ سے حضرت علی علیہ السلام کے لہجے میں گفتگو کی۔ علامہ کمال الدین نے مطالب السئول میں، علامہ زمخشری نے کشاف میں، علامہ سیوطی نے در منثور میں اور فضل بن روزبہان نے ابطال الباطل میں لکھا ہے۔ کہ جب آنحضرتؐ نے صحابہ کو آپس میں بھائی بھائی بنایا۔ تو ابوبکر کو عمر کا بھائی عثمان کو عبدالرحمن بن عوف کا بھائی، طلحہ کو زبیر کا بھائی، ابوذر کو مقداد کا بھائی، معاویہ کو عمرو عاص کا بھائی اور حضرت علیؑ کو اپنا بھائی بنایا۔

قاضی عیاض نے کتاب شفا میں لکھا ہے کہ آنحضرتؐ کا سر مبارک جناب امیر علیہ السلام کی گود میں تھا اور وحی کا نزول ہو رہا تھا۔ اتنے میں آفتاب غروب ہو گیا۔ حالانکہ جناب امیر نے ابھی تک نماز عصر نہیں پڑھی تھی۔ وحی کے اختتام پر آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ تم نے نماز عصر پڑھ لی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا حضرت نہیں پڑھی۔ تب آنحضرتؐ نے دعا کی۔ خداوندا علیؑ تیرے رسول کی اور تیری اطاعت میں تھا۔ تو آفتاب کو پھر طلوع کر۔ اسما کہتی ہے۔ کہ ہم نے دیکھا کہ آفتاب غروب ہو چکا تھا۔ پھر طلوع ہوا۔ اور اس کی روشنی پہاڑوں اور زمین پر پڑی۔ یہ واقعہ مقام صہبا کا ہے جو خیبر میں ہے۔ یہ حضرت علی علیہ السلام کے لئے زبردست معجزہ تھا۔ اور اسے رد شمس کہتے ہیں۔ یعنی سورج کا غروب ہونے کے بعد لوٹ آنا۔ ارجح المطالب اور براہین قاطعہ میں بھی اس معجزہ کا ذکر ہے۔

صواعق محرقہ ذکر فضائل جناب امیر علیہ السلام اور کنز العمال کتاب الفضائل باب فضائل علیؑ [illegible] مسند احمد حنبل میں ہے۔ کہ ابن عباس نے کہا کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ علی (علیہ السلام) ایمان میں [illegible] کا دروازہ ہے پس جو کوئی اس دروازہ میں داخل ہوا۔ وہ مومن ہو گیا۔ اور جو اس دروازہ سے باہر ہو گیا وہ کافر ہو گیا۔

علامہ شمس الدین محمد عبدالرؤف المعروف مناوی شافعی مذکورہ حدیث "علی علیہ السلام باب حطہ ہے" کی شرح میں لکھتا ہے کہ جیسا خدا نے بنی اسرائیل کے لئے دروازہ میں عجز و انکسار سے داخل ہونا بخشش اور مغفرت کا ذریعہ بنایا تھا ایسا ہی اس امت کے لئے حضرت علی علیہ السلام کی ہدایت پر چلنے کو اس امت کی مغفرت کا سبب بنایا۔ اور یہ اعلیٰ درجہ کی فضیلت ہے۔

ازالۃ الخفاء و المستدرک میں ہے۔ کہ حاکم نے ابوذر کی حدیث برآمد کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی علیہ السلام جس نے تجھ سے جدائی کی۔ اس نے خدا سے جدائی کی۔

طبرانی نے معجم کبیر میں اور مرزا محمد بدخشی نے مفتاح النجا میں بروایت ابن عمر لکھا ہے۔ کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ جس نے علی (علیہ السلام) سے جدائی کی اس نے مجھ سے جدائی کی۔

کتاب الاکتفا ابراہیم بن عبداللہ یمنی شافعی میں بروایت حضرت علی علیہ السلام لکھا ہے کہ فرمایا۔

www.ShianeAli.com

آنحضرتؐ نے کہ اے علیؑ اگر میں تیری پوری تعریف کروں۔ تو ڈرتا ہوں۔ کہ تم کو لوگ وہ نہ خیال کریں جو
عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں خیال کرتے ہیں۔ میرے نزدیک تمہارا وہی رتبہ ہے جو
موسیٰ کے نزدیک ہارون کا تھا۔ تیرا دشمن میرا دشمن اور تیرا دوست میرا دوست ہے۔ اگر میرے بعد نبوت
ہوتی تو تم کو ملتی۔

صواعق محرقہ میں بروایت بریدہ لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے مال خمس سے ایک لونڈی خرید لی
اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس امر کی شکایت کرنی چاہی جس پر آنحضرتؐ نے فرمایا
ان لوگوں کا کیا حشر ہوگا۔ جو علی (علیہ السلام) سے عداوت رکھتے ہیں۔ یاد رکھو جس نے علیؑ سے بغض رکھا
اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ اور جس نے علیؑ سے جدائی کی اس نے مجھ سے جدائی کی۔ علی مجھ سے ہے
اور میں علیؑ سے ہوں۔ علی میری مٹی سے پیدا ہوا ہے۔ اور میں ابراہیمؑ کی مٹی سے لیکن میں ابراہیمؑ
سے افضل ہوں۔

ازالۃ الخفا میں ہے کہ جو شخص حضرت علی سے بغض رکھے منافق ہے۔

مراۃ سوی سید محمود شیخانی قادری اور مسلم میں ہے۔ کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ میرے اہلبیت نوحؑ کی کشتی
کی مانند ہیں جو ان کا مطیع ہوا۔ وہ سلامت رہا۔ اور جو نافرمان ہوا۔ وہ غرق ہو گیا۔

ترمذی اور نسائی میں ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ اے علی (علیہ السلام) تم کو دوست نہیں رکھتا
مومن۔ اور تم کو دشمن نہیں رکھتا مگر منافق اور معاشر الصحابہ منافقین کو بغض حضرت علی علیہ السلام سے پہچانتے تھے
یعنی اگر کوئی حضرت علی علیہ السلام سے بغض رکھتا تو اسے منافق جانتے۔ شرح اکبرؒ میں ہے کہ حضرت علی
علیہ السلام کی افضلیت پر اعتقاد رکھنا واجب ہے۔ جن کی شان میں متواتر احادیث وارد ہیں۔ یہ احادیث
حضرت علی علیہ السلام کے مناقب و فضائل پر دال ہیں جن سے حضرت کے کمالات اور بزرگیاں ظاہر ہیں۔

استیعاب ابن عبدالبر میں مفصلہ ذیل صحابہ اور تابعین اور سلف صالحین کے نام مذکور ہیں جو جناب امیر
علیہ السلام کو افضل صحابہ مانتے تھے۔ چونکہ خلیفہ افضل ہوا کرتا ہے نہ کہ مفضول اس لئے یہ لوگ جناب امیر
علیہ السلام کی خلافت بلا فصل کے قائل تھے۔

مقداد بن اسود۔ زید بن ارقم۔ سلمان فارسی۔ ابوذر غفاری۔ خباب بن ارت۔ جابر بن عبداللہ۔
ابو سعید خدری۔ عمار بن یاسر۔ ابی بن کعب۔ حذیفہ۔ بریدہ۔ ابو ایوب۔ سہل بن حنیف۔ عثمان بن حنیف۔ عبداللہ
بن مسعود۔ ابو الہیثم بن تیہان۔ خزیمہ بن ثابت۔ ابو الطفیل عامر بن واثلہ۔ عباس بن عبدالمطلب۔ عبداللہ
بن عباس۔ خواجہ اویس قرنی۔ زید بن صوحان۔ جندب بن خیر۔ عطیہ عوفی۔ عبیدہ سلمانی۔ خالد بن سعید بن عاص

www.ShianeAli.com

ابن جریر۔ عبدالرزاق۔ امام نسائی۔ حاکم وغیرہ۔

مذکورہ حوالہ جات اور مستند روایات سے بالبداہت پایا جاتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی منقبت احاطہ تقریر و تحریر سے باہر ہے اور آپ کا مثل سوائے آنحضرت کی ذات الاصفات کے کوئی نہیں ہو سکتا۔

علم پر نگاہ ڈالیں تو خود علم کو آپ کی ذات پر ناز اور افتخار ہے۔ اتقا کو دیکھیں تو عصمت آپ کی مرہون منت ہے۔ قرب و قبولیت پر نظر دوڑائیں تو حاملان عرش دریائے حیرت میں غرق ہیں۔

آپ پر کسی اور کو ترجیح دینا بے علمی کی دلیل ہے اور کسی کو آپ کا ہم پلہ خیال کرنا جہالت کا ثبوت ہے اگر کوئی شخص آپ سے علم و فضل اور زہد و عرفان میں بڑھ کر ہے تو وہ رسول صلعم ہیں۔ اور اگر کوئی ذات آپ کا ہم مرتبہ ہے تو وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔

آپ کے خطبات پڑھ کر معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کا قلزم علم طول اور عرض اور عمق سے بے نیاز ہے۔ آپ کے کلام بلاغت نظام کا حرف حرف معانی کا بحر بے ساحل ہے۔ علوم ارضی و سماوی پر آپ کو کما حقہ دسترس حاصل ہے۔ کون و مکان کے تمام موجودات سے آپ بفضل خدا آگاہ ہیں۔ رسول پاک کے سوائے تمام انبیاء اور اولیاء آپ کے استاد علم کے ادنےٰ غلام ہیں۔

حیران ہوں کہ ایسی پاک ذات پر حضرات ثلثہ صحابہ ثلاثہ کو کس منہ سے ترجیح دی جاتی ہے۔ کیا یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں۔ کیا انہیں بعد قیامت رسول اللہ کے روبرو نہیں جانا ہے۔ اور کیا ان کا اعتقاد بہشت اور دوزخ پر نہیں ہے۔ اگر یہ اسلام کے مدعی ہیں۔ تو خدا کے لئے آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ وہ شاہراہ ایمان سے کس قدر بھٹکے ہوئے ہیں۔

حدیث ثقلین

کنز العمال میں ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ میں تم سے پہلے جانے والا ہوں پس تم دیکھتے رہو کہ میرے بعد ثقلین سے کیا سلوک کرتے ہو۔ آنحضرتؐ سے پوچھا گیا ثقلین کون کون ہیں۔ فرمایا قرآن اور میرے اہلبیت یہ دونوں چیزیں جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر آئیں۔ میں نے اپنے رب سے ان دونوں کے حق میں دعا مانگی ہے پس تم ان دونوں چیزوں پر مقدم نہ ہو اور نہ ان دونوں کو تعلیم دو۔ کیونکہ یہ دونوں تم سے زیادہ عالم ہیں۔

جواہر العقدین سید نور الدین سمہودی نے حدیث ثقلین بیان کرنے کے بعد مستدرک سے نقل کیا ہے۔ کہ ان دونوں پر تقدیم اختیار نہ کرو۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ ان کا شان گھٹاؤ تو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور

www.ShianeAli.com

نہ ان کو تعلیم دو۔ یہ دونوں تم سے عالم ہیں۔ کتب یالسوالات ابن عقدہ میں بھی یہی عبارت بالا درج ہے۔

تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی مطبوعہ مصر جلد سوم صفحہ ۱۸ سطر ۲۰ پر بروایت ابی سعید خدری تفسیر در منثور امام سیوطی مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۶۰ سطر ۹ پر بروایت زید بن ثابت اور مشکوٰۃ مطبوعہ احمدی پریس لاہور جلد صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ میں اپنے بعد تمہارے درمیان دو بزرگ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک قرآن اور دوسری میری عترت۔ یہ دونوں آپس سے جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ جاویں۔ تحفہ شاہ عبد العزیز مطبوعہ مصطفائی دہلی صفحہ ۱۳۲ پر ہے کہ جو شخص حدیث ثقلین کو نہ مانے وہ دین سے خارج ہے۔

ینابیع المودۃ ترجمہ صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۵ ینابیع المودۃ صفحہ ۳۱ رسالہ الفاروق مولوی محمد سرور صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ قرآن اور اہلبیت ہمیشہ ایک ساتھ رہیں گے۔ یہاں تک کہ یہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر جمع ہوں۔

حدیث ثقلین کے مستند اور معتبر ہونے میں کسی ذی عقل آدمی کو کلام نہیں ہو سکتا۔ آنحضرتؐ نے اپنے بعد امت کے لئے دو واجب الاحترام اور واجب الاطاعت چیزیں چھوڑیں۔ ایک تو اپنی عترت و اہلبیت علیہم السلام، اور دوسرا قرآن پاک۔

قرآن پاک سے تو امت نے یہ سلوک کیا۔ کہ آیہ بلغ کے حکم سے انکار کر دیا گیا۔ آیہ تطہیر کو پس پشت ڈال دیا گیا۔ آیات کی غیر معقول اور خود غرضانہ تاویلات کو کار گر بنایا گیا۔ درست ترتیب کردہ قرآن کو رائج نہ ہونے دیا۔ بے شمار قرآنوں کو نذر آتش کیا گیا۔ قرآن پاک کو تیروں کا نشانہ بنایا گیا۔ اور اس کے احکام سے کامل طور پر سرتابی کی گئی۔ مرزا قادیانی نے یہاں تک اظہار عقیدہ کیا کہ اپنی بیہودہ تصنیف براہین احمدیہ کو قرآن پاک کہہ دیا۔ عترت رسولؐ سے یہ برتاؤ کیا گیا۔ کہ ان کے حقوق غصب کر لیے گئے۔ ان کو بیکس کر دیا گیا۔ ان کی تذلیل اور تحقیر میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گئی۔ ان کے کاشانہ اطہر کو جلا دینے کا اہتمام کیا گیا۔ محسن کو بطن مادر میں شہید کر دیا گیا۔ ان کو اسباب جور و ستم میں یہاں تک پیسا گیا۔ کہ انہیں آہ و زاری کے لئے جانا پڑا۔ ان کے منہ سے لقمہ معاش چھین کر کہہ دیا گیا۔ کہ پیغمبر اپنے بعد کوئی میراث نہیں چھوڑ ان کے جنازے پر تیروں کی بارش کی گئی۔ اور پھر ان تمام خاندان کے چمن زار پر ظلم کی وہ آندھی چلائی کہ کربلا کا ذرہ ذرہ اور کوفہ و شام کے کوچہ و بازار سے صدائے الاماں بپا ہوئی۔

---

www.ShianeAli.com

آیاتِ قرآنی در شانِ جنابِ امیر علیہ السلام

مرزا محمد بدخشانی نے مفتاح النجا میں مسند ابو یعلیٰ۔ مختارہ ضیا مقدسی۔ معجم کبیر طبرانی۔ معجم اوسط طبرانی۔ حلیہ ابو نعیم۔ مناقب ابن مردویہ وغیرہ سے اور شیخ عبد الحق نے رجال المشکوٰۃ میں مستدرک حاکم۔ معجم طبرانی۔ کامل ابن عدی۔ جمع الجوامع سیوطی وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ حق اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہیں۔

امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر جلد اول تفسیر بسم اللہ میں لکھا ہے۔ کہ جس نے اپنے دین میں حضرت علی علیہ السلام کی پیروی کی۔ وہ ضرور ہدایت پا گیا۔ اور اس نے حق کو پا لیا۔ اس پر دلیل آنحضرت کا ارشاد ہے۔ کہ بارِ خدایا حق کو اس طرف پھیر جس طرف علی پھرے۔

طیبی شارح مشکوٰۃ لکھتا ہے۔ کہ یہ جو فرمایا آنحضرت نے کہ اے علی (علیہ السلام) بہ تحقیق اللہ تیرے دل کو ہدایت دیگا۔ اور تیری زبان کو ثابت کریگا۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے۔ کہ خدا تجھ کو اس صحیح حکم دینے کا رستہ بتائیگا جس کا محل تیرا دل ہے پس تیرے دل کو کھولیگا۔ اور تیری زبان کو ثابت کریگا یعنی تو سوائے حق کے حکم نہیں کریگا۔ یہی مذکورہ مضمون مسند احمد حنبل جلد اول صفحہ ۸۳ و صفحہ ۱۱۱ و صفحہ ۱۳۶ پر بھی ہے۔

شیخ نور الدین علی طرابلسی کہتا ہے کہ حدیث بالا کا یہ مطلب ہے کہ خداوند تعالیٰ علی علیہ السلام کی زبان کو حق کیساتھ گفتگو کرنے میں دائم اور مستقر رکھے۔ یعنی یہ بات حضرت علی علیہ السلام کیلئے وہ فخر ہے

رجال مشکوٰۃ شیخ عبد الحق دہلوی جو سنی محقق کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے میں لکھا ہے کہ احادیث کثیرہ حضرت علی علیہ السلام کی حقانیت اور حضرت کے قطعاً حق سے جدائی نہ کرنے میں وارد ہوئی ہیں۔

تفسیر کبیر رازی باب سابع در مسائل فقہ مستنبطہ از سورہ فاتحہ تفسیر فاتحہ اور شرح ابن ابی الحدید در فضائل الصحابہ۔ فردوس الاخبار دیلمی۔ در مناقب ابن مردویہ در مسند ابو یعلیٰ اور مختارہ ضیا مقدسی اور مناقب خوارزمی میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ خدایا حق کو ادھر پھیر جدھر علی پھرے۔

تفہیمات الٰہیہ ولی اللہ میں ہے کہ رسول اللہ نے جب کہ خدا سے دعا کی۔ کہ خدایا تو حق کو علی کے ساتھ پھیر اور یہ نہیں کہا کہ علی کو حق کے ساتھ پھیر۔ پس حضرت علیؑ عین حق ہوئے۔

ترمذی اور ابن مردویہ اور ازالۃ الخفا میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ حق علی علیہ السلام کے ساتھ ہے اور علی علیہ السلام حق کے ساتھ ہے بارِ الٰہا حق کو اسی طرف پھیر جدھر علی پھرے۔

تفسیر در منثور جلد سوم صفحہ ۳۱۹ سطر اول پر ہے۔ کہ عباس اور طلحہ بن شیبہ نے ایک دوسرے پر فخر کیا

www.ShianeAli.com

نے کہا کہ میں حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں۔ اس لئے میں تم سے افضل ہوں۔ طلحہ نے کہا میں کعبہ کا کنجی بردار ہوں۔ اس لئے میں تم سے افضل ہوں۔ حضرت علیؑ وہاں تشریف لائے تو فرمایا میں تم دونوں سے افضل ہوں کیونکہ میں نے تمام لوگوں سے پہلے رسول اللہؐ کے ساتھ نماز پڑھی اور ایمان لایا اور جہاد کیا۔ جب یہ تینوں اشخاص رسول اللہ کے پاس آئے اس وقت سورہ توبہ کی آیت شریفہ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن آمن باللہ والیوم الآخر وجاھد فی سبیل اللہ لا یستوون عند اللہ کا نزول ہوا جناب...

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد سوم صفحہ ۲۹۰ سطر اول پر ہے کہ ابن مردویہ نے ابن عباس سے اور ابن عساکر نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ سورہ توبہ آیہ نمبر ۱۱۹ "وکونوا مع الصادقین" میں صادقین سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔ حافظ ابن مردویہ نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے سورہ یونس آیہ نمبر ۲ "وبشر الذین آمنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم" سے حضرت علیؑ کی ولایت مراد ہے

علامہ ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ سورہ ہود آیہ نمبر ۳ "ویؤت کل ذی فضل فضلہ" میں فضل فضل سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد سوم صفحہ ۳۲۴ سطر ۹ پر ہے کہ ابن ابی حاتم اور ابو نعیم اور ابن عساکر اور ابن مردویہ نے کئی طریقوں سے روایت کیا ہے کہ مولا جناب امیر علیہ السلام نے سورہ ہود آیہ نمبر ۱۷ "افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ" میں بینہ سے مراد رسول اللہؐ ہیں اور شاہد سے مراد میں ہوں۔ علاوہ ازیں تفسیر ثعلبی میں ابو ہریرہ سے اور کتاب المناقب میں منہال سے بھی روایت کچھ زیادتی کے ساتھ مرقوم ہے اور نیز حلیۃ الاولیاء حافظ ابو نعیم میں یہ روایت لکھی ہے۔

تفسیر ثعلبی میں بروایت جابر بن عبداللہ لکھا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ سورہ رعد آیہ نمبر ۴ "وجنت من اعناب وزرع ونخیل صنوان" سے میں اور علیؑ مراد ہیں کیونکہ ہم ایک ہی جڑ کی دو شاخیں ہیں۔ نیز آنحضرت کا ارشاد ہے "انا و علی من نور واحد" یعنی رسول پاکؐ اور علیؑ ایک ہی نور سے ہیں۔

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد چہارم صفحہ ۲۹۵ سطر ۹ پر سورہ طٰہٰ آیہ نمبر ۲۵ "قال رب اشرح لی صدری" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ابن مردویہ اور خطیب اور ابن عساکر نے بروایت اسماء بنت عمیس لکھا ہے۔ کہ میں نے آنحضرت کو ثبیر کہ جو پہاڑ کا نام ہے کے مقابل میں کھڑے ہوئے دیکھا جبکہ آپ فرما رہے تھے کہ خداوندا میں بھی تجھ سے وہی سوال کرتا ہوں جو میرے بھائی موسیٰ نے کیا تھا۔ کہ میرے سینہ کو کشادہ کر اور میرا کام میرے لئے آسان کر اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔ تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھیں۔ اور میرے اہل میں سے میرے بھائی علی علیہ السلام کو میرا وزیر بنا اور اس کے ذریعے میری پشت مضبوط کر اور

www.ShianeAli.com

کام میں اس کو میرا شریک بنا تاکہ ہم دونوں کثرت سے تیری تسبیح کریں اور کثرت سے تیری یاد کریں بے شک تو ہماری حالت کو دیکھ ہی رہا ہے۔

کتب ابن مردویہ میں ہے کہ جنگ احد کے بعد آنحضرت نے بحکم خدا زخمی اصحاب کو ہمراہ لیا تاکہ ابوسفیان سے لڑنے کیلئے مقام حمراء الاسد پر قیام فرمایا۔ ابوسفیان کا لشکر مقام روحا میں مقیم تھا۔ اس وقت ابوسفیان نے نعیم ابن مسعود اشجعی کو کہا۔ کہ اگر تو لشکر محمد میں جا کر یہ کہہ دے۔ کہ لشکر ابوسفیان بہت بھاری تعداد میں ہے۔ تو میں تم کو دس اونٹ کا بار خرما اور سوکھے انگور انعام دونگا۔ چنانچہ جب اس نے ایسا ہی کہا۔ تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" خداوند عالم نے خوش ہو کر سورۃ آل عمران کی آیہ نمبر ۱۷۳ وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل نازل کی۔

شواہد التنزیل حاکم ابوالقاسم میں بروایت سلیم بن قیس لکھا ہے۔ کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ امت عادل اور لوگوں پر گواہ ہم (چہاردہ معصوم) ہیں اور خاص ہم ہی سے مقصود خدا ہیں۔ اور رسول اللہ ہم پر گواہ ہیں۔ اور ہم خدا کی مخلوق پر گواہ ہیں۔ اور اس کی حجت اس زمین پر اور ہم ہی وہ ہیں جن کے بارے میں خدا نے "کذلک جعلناکم امۃ وسطاً" فرمایا ہے۔

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۹ پر بروایت انس بن مالک لکھا ہے کہ سورۂ آل عمران آیہ نمبر ۷ "وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم" میں "راسخون فی العلم" کے بارہ میں آنحضرتؐ سے پوچھا گیا کہ وہ کون حضرات ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جنکے ہاتھ نیکی کرنے والے زبان سچی اور دل مستقیم ہوں۔ اور جو حرام پیٹ اور شرم سے محفوظ ہوں۔ (یعنی چہاردہ معصوم علیہ السلام)

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد چہارم صفحہ ۳۳۹ اور تفسیر کشاف مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۲۷۷ پر سورۂ انبیاء آیہ نمبر ۱۰۱ "ان الذین سبقت لہم منا الحسنیٰ اولئک عنہا مبعدون" کے بارہ میں ہے کہ ابن ابی حاتم اور ابن عدی اور ابن مردویہ نے نعمان بن بشیر سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے آیۂ بالا کی تلاوت فرمائی۔ اور کہا "انا منہم" یعنی میں انہیں لوگوں میں سے ہوں۔

حافظ ابن محمد شیرازی نے تفسیر اثنا عشری میں انس بن مالک سے سورۂ حج آیہ نمبر ۸ "ولا ھدی ولا کتاب منیر" کی تفسیر میں ایک طویل روایت لکھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت سے عرض کیا گیا کہ فلاں شخص بڑا نمازی اور روزہ دار اور زکوٰۃ دینے والا ہے۔ آنحضرت نے ابوبکر کو اس آدمی کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا۔ یہ شخص شیطان کے گروہ کا پہلا شخص ہے۔ ابوبکر اس شخص کو قتل کرنے مسجد میں گیا تو دیکھا کہ وہ شخص رکوع میں ہے۔ ابوبکر بغیر اس کو قتل کئے واپس آ گیا۔ پھر عمر بن خطاب کو بھیجا گیا۔

www.ShianeAli.com

عمر نے دیکھا کہ وہ شخص سجدہ میں ہے عمر بھی بغیر اس کو قتل کئے واپس چلا آیا۔ تب آنحضرت نے فرمایا
کہ اس شخص کو علی قتل کریگا۔ چنانچہ یہی شخص جنگ صفین میں حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہوا
ناظرین ثابت ہوا کہ بدون عبادت ہرگز مفید آخرت نہیں ہو سکتی جب تک انجام بخیر نہ ہو۔

ینابیع المودۃ صفحہ ۹۳ پر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ سورہ یٰسین آیہ نمبر ۱۲ وکل شیٔ
احصینہ فی امام مبین سے مراد میں ہوں۔

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۴ جلد ششم اور تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی میں سورۂ واقعہ آیہ نمبر ۱۰
والسابقون السابقون۔ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت
کی ہے کہ یوشع بن نون نے سبقت کی موسیٰ کی طرف اور مومن آل یٰسین نے عیسیٰ کی طرف۔ اور
علی ابن ابیطالب نے رسول اللہ کی طرف۔

تفسیر کشاف جلد سوم صفحہ ۱۷۱ اور مدارک ناہری اور مشکوٰۃ میں سورہ مجادلہ آیہ نمبر ۱۲ نجوٰیٰ کی
تفسیر میں لکھا ہے کہ اس آیہ پر صرف حضرت علی نے عمل کیا۔ کہ جب آنحضرت سے سرگوشی کرنا مطلوب ہو
تو پہلے کچھ صدقہ دیدیا کرے اور کسی نے بھی اس آیہ پر عمل نہ کیا۔ حضرت علی علیہ السلام فخریہ فرمایا کرتے کہ
میں ایک آیت ایسی ہے جس پر فقط میں نے عمل کیا۔ اور نہ مجھ سے قبل اس پر کسی نے عمل کیا
میرے بعد اس پر کوئی عمل کریگا۔ اور ان دس دنوں میں رسول اللہ کے پاس بھی اصحاب رسول میں سے کوئی
ابن ابی حاتم نے حضرت علی علیہ السلام سے اور ابن مردویہ نے اسماء بنت عمیس سے اور ابن
اور ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ سورہ تحریم آیہ نمبر ۴ میں صالح المومنین سے مراد حضرت
علی علیہ السلام ہیں۔ ملاحظہ ہو تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد ششم صفحہ ۲۴۴ سطر ۹ اور تفسیر ثعلبی اور شواہد التنزیل
حلیۃ الاولیاء اور نیز کلبی اور مجاہد اور ابو صالح نے بھی اس روایت کو لکھا ہے۔

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد ششم صفحہ ۲۶۰ سطر ۱۱ پر سورہ حاقہ آیہ نمبر ۱۲ وتعیہا اذن واعیۃ
میں لکھا ہے کہ سعید بن منصور اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے مکحول سے
روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت نے فرمایا کہ میں نے خدا سے دعا کی تھی
اس کو کان علی کے بنا دے۔ ارجح المطالب صفحہ ۳۹ پر بھی بحوالہ دیلمی اسی طرح کا مضمون ہے۔ اسی وجہ سے حضرت
علی علیہ السلام خود فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو بات میں نے رسول اللہ سے سنی کبھی نہ بھولا۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم
اور واحدی اور ابن مردویہ اور ابن عساکر اور ابن نجار نے بریدہ سے روایت کی ہے۔ کہ آنحضرت نے
کہ مجھے خدا نے حکم دیا ہے۔ کہ میں تم کو اپنے قریب کروں۔ اور دور نہ ہونے دوں۔ اور تم کو تعلیم

www.ShianeAli.com

کروں اور تم یاد رکھو۔ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں بروایت حضرت علی علیہ السلام لکھا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا
یا علی علیہ السلام! خدا نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تم کو اپنے قریب کروں، اور تعلیم کروں۔ تاکہ تم یاد رکھو۔ اس
وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ تو آنحضرت نے فرمایا یا علی علیہ السلام! تو میرے علم کا یاد رکھنے والا ہے۔

امام سدی نے رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ سورۂ نبا کی پہلی آیت عم یتساءلون عن النبا العظیم
میں نبا العظیم یعنی بڑی خبر سے مراد ہے کہ کوئی مردہ شرق و غرب اور خشکی و تری میں ایسا نہ ہوگا جس
سے منکر نکیر ولایت علی کا سوال نہ کریں گے۔

مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی شافعی میں ہے۔ کہ سورۂ والشمس میں شمس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور قمر سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

کتاب کفایت الطالب فی مناقب علی ابن ابی طالب علیہ السلام۔ شیخ حافظ محمد بن یوسف بن محمد
الگنجی الشافعی باب الکتابیس۔ کتاب مناقب شیخ حافظ امام ابو الحسن علی بن محمد معروف بہ ابن المغازلی
کتاب تذکرہ خواص الامۃ حافظ سبط ابن جوزی حنفی۔ کتاب المناقب شمس الاسلام صدر الائمہ ابو المؤید
موفق بن احمد مکی خوارزمی معروف بہ اخطب خوارزمی۔ کتاب الاربعین سید جمال الدین محدث۔ حاشیہ
فی فضائل المصطفٰے والمرتضیٰ والبتول والسبطین علامہ محمد بن یوسف بن محمود بن الحسن الزرندی المدنی
الانصاری۔ تفسیر ثعلبی۔ تفسیر نیشاپوری برحاشیہ تفسیر طبری جلد ۳ ص [illegible] تفسیر بیضاوی۔ تفسیر معالم التنزیل مطبوعہ بمبئی ص ۲۸۶
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری۔ تفسیر کشاف جزو اول ص [illegible] ذخائر العقبیٰ مودۃ اہل القربیٰ علامہ محب الدین طبری
باب ذکر صدقہ علی۔ کتاب فصول المہمہ فی معرفۃ الائمہ محمد بن صباغ مالکی فصل مناقب۔ زین الفتیٰ علامہ عاصمی کتاب
مرآۃ المومنین شاہ ولی اللہ ذکر حدیث منزلت۔ تفسیر مدارک ملا ابو البرکات مطبوعہ بمبئی ص [illegible] سطر اول۔ تفسیر حسینی
کتاب اربعین ملا سعد بن الحاجم کتاب ایضاح مولوی رشید احمد خان۔ ریاض النضرۃ فی مناقب العشرہ۔
مطالب السئول علامہ ابن طلحہ شافعی فصل ہفتم۔ کتاب ہدایۃ السعداء ملک العلماء شہاب الدین دولت آبادی۔
کتاب الف باء علامہ ابو الحجاج یوسف بن محمد البلوی ذکر امیر المومنین۔ نہایۃ العقول امام رازی۔ شرح تجرید علامہ
قوشجی۔ کشف ذخیرۃ المآل۔ کتاب تمہید علامہ ابو الشکور محمد بن عبد السعید حنفی۔ تفسیر سہل التنزیل سید علی بر
حاشیہ جلالین ص [illegible] تفسیر طبری جلد ۳ ص ۱۶۵ تفسیر بیضاوی جلد اول ص [illegible] تفسیر خازن جلد اول ص [illegible] تفسیر
مدارک برحاشیہ تفسیر خازن جلد اول ص [illegible] تفسیر ابو السعود ص [illegible] تفسیر کبیر امام رازی جلد سوم ص [illegible] وغیرہ میں ہے
کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی سائل کو دی تو آیہ انما ولیکم اللہ کا نزول ہوا۔

ابن مردویہ کہتا ہے کہ سورہ اعراف آیہ [illegible] فاذن مؤذن بینہم ان لعنۃ اللہ علی الظالمین

www.ShianeAli.com

صالح المومنین سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ اور ظالمین سے مراد حضرت کو ایذا دینے والے ہیں۔
صواعق محرقہ اور تفسیر ثعلبی میں بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ اعراف پر عباس، حمزہ اور علی ابن
ابیطالب علیہ السلام کھڑے ہوں گے اور اپنے دوستوں کو ان کے چہرے کی نورانیت اور اپنے دشمنوں کو ان کے
چہروں کی سیاہی سے پہچان لیں گے چنانچہ سورۂ اعراف آیہ نمبر ۴۸۔ وبینھما حجاب وعلی الاعراف
رجال یعرفون کلا بسیماھم ۔ کا یہی مطلب ہے ۔

تفسیر کشاف جلد دوم صفحہ ۳۰۹ سطر ۵ پر سورہ احزاب آیہ نمبر ۵۸۔ والذین یؤذون المؤمنین
کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو حضرت علی علیہ السلام کو برا کہتے ہیں۔

درج المطالب صفحہ ۹ پر ہے کہ مقاتل بن سلیمان نے کہا کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کی شان میں
نازل ہوئی کیونکہ منافقین میں سے چند آدمی آپ کو ایذا دیا کرتے اور جھٹلایا کرتے تھے۔

علامہ حافظ ابن مردویہ نے سورہ الزمر آیہ ۳۱۔ فمن اظلم ممن کذب علی اللہ وکذب بالصدق
اذ جاءہ ۔ سے مراد وہ شخص ہے جو آنحضرت کو حضرت علی کے بارہ میں جھٹلائے ۔

علامہ دیلمی نے فردوس الاخبار میں بروایت بریدہ اسلمی لکھا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جس نے
علی کی شان میں کمی کی۔ اس نے میری شان میں کمی کی ۔

علامہ ابن مردویہ نے سورہ شعرا آیہ نمبر ۸۴۔ واجعل لی لسان صدق فی الآخرین کی نسبت
لکھا ہے کہ لسان صدق سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں کیونکہ جب آپ کی ولایت ابراہیم کے سامنے پیش کی گئی تو
حضرت ابراہیم نے عرض کی کہ خدایا اس شخص کو میری اولاد سے قرار دے۔ اور خدا نے یہ دعا قبول کی ۔

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد پنجم صفحہ ۳۲۸ سطر ۲۳ پر سورہ الزمر آیہ نمبر ۳۳۔ والذی جاء بالصدق وصدق بہ
اولئک ھم المتقون کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حافظ ابن مردویہ نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت
نے فرمایا۔ کہ سچ لانے والے سے مراد میں ہوں اور تصدیق کرنے والا علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہے۔ اسی
تفسیر میں اس روایت سے پہلے ایک روایت حضرت علی علیہ السلام کی طرف منسوب کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا۔
والذی جاء بالحق محمد وصدق بہ ابوبکر ۔ لیکن یہ روایت خود اہلسنت کے اصول کے مطابق قابل قبول
نہیں کیونکہ اصل آیت میں والذی جاء بالصدق ہے اور اس میں والذی جاء بالحق بنا دیا گیا ہے ۔
نیز حدیث سے بھی اس کی موضوعیت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ سب سے پہلے حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ
کی تصدیق کی نہ کہ ابوبکر نے علاوہ بریں [illegible] ترجمہ صواعق محرقہ صفحہ ۱۳۶ پر بحوالہ بخاری لکھا ہے کہ رسول اللہ
نے فرمایا کہ صدیق تین ہیں۔ حزقیل مومن آل فرعون۔ حبیب نجار صاحب آل یاسین اور علی ابن ابیطالب

www.ShianeAli.com

تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد چہارم صفحہ ۴۵ سطر ۱۰ پر ہے کہ ابن مردویہ، ابن جریر اور ابو نعیم نے معرفۃ میں اور دیلمی نے اور ابن عساکر اور نجار نے روایت کی ہے کہ جب سورۂ رعد کا یہ جز "انما انت منذر و لکل قوم ھاد" کا نزول ہوا تو رسول اللہ نے اپنے ہاتھ کو اپنے سینہ پر رکھا اور فرمایا انا منذر یعنی میں ڈرانے والا ہوں اور پھر اپنے ہاتھ سے حضرت علی علیہ السلام کے شانہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا انت الھادی یا علی بک یھتدی المھتدون بعدی" یعنی اے علی تم ہی ہدایت کرنے والے ہو اور میرے بعد تمہارے ہی ذریعہ سے لوگ ہدایت یافتہ ہوں گے اسی روایت کو باختلاف الفاظ ابن مردویہ نے ابو برزہ اسلمی سے اور ابن مردویہ اور ضیاء فی المختار نے ابن عباس سے اور عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں اور ابن ابی حاتم نے اور طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے روایت کی ہے اور تصحیح بھی کی ہے۔ اور ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت علی علیہ السلام سے بھی روایت کی ہے۔ ناظرین لفظ لکل قوم ھاد کا بحکم خدا و رسول حضرت علیؑ کے حق میں ثابت کرتا ہے کہ علی اور اولاد علی ہادی اور خلیفہ بلا فصل ہیں ۔

علامہ ابن مردویہ لکھتا ہے کہ سورۂ رعد آیہ نمبر ۲۰ "افمن یعلم انما انزل الیک من ربک الحق" سے مراد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں ۔

درمنثور مطبوعہ مصر جلد چہارم صفحہ ۶۹ سطر ۱۰ پر سورہ رعد آیہ نمبر ۴۳ یعنی آخری آیت "ومن عندہ علم الکتاب" کے بارہ میں اکثر مفسرین قائل ہیں کہ اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ عاصمی نے زین الفتی میں اور ثعلبی نے عبداللہ بن عطا سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن سلام کہتا ہے کہ "من عندہ علم الکتاب" سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ اسی وجہ سے آپ اکثر فرمایا کرتے تھے "سلونی قبل ان تفقدونی" اور ترمذی وغیرہ میں ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن سلام کی شان میں ہے۔ مگر یہ خیال غلط ہے کیونکہ سعید بن منصور نے اور ابن جریر نے اور ابن منذر نے اور ابن ابی حاتم نے اور نحاس نے بھی کتاب ناسخ میں سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ جب اس سے پوچھا گیا کہ "ومن عندہ علم الکتاب" سے مراد عبداللہ بن سلام ہے تو اس نے جواب دیا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی اور عبداللہ بن سلام مدینہ میں اسلام لایا۔ نیز ابن منذر نے شعبی سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن سلام کے حق میں کوئی آیہ قرآنی نازل ہی نہیں ہوئی ۔

مناقب خوارزمی میں ہے کہ سورہ حجر آیہ نمبر ۴۱ "صراط علی مستقیم" کا یہ مطلب ہے کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی راہ سیدھی ہے اور اس کا دین سیدھا ہے۔ اسی کی پیروی کرو۔ اور اسی کو تھامے رہو کیونکہ اس کی راہ میں کوئی کجی نہیں ہے ۔

www.ShianeAli.com

حافظ ابو بکر ابن مردویہ نے سورہ فتح آیہ نمبر ۳۲ ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ
کے بارہ میں لکھا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارہ میں ہے جو علی ابن ابیطالب کی خلافت کے بارہ میں
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتے تھے۔

حاکم ابو القاسم نے شواہد التنزیل میں سورہ فتح آیہ آخری وعد اللہ الذین آمنوا کی تفسیر میں ابن
عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ قیامت کے دن سید المومنین علی علیہ السلام ایک
نور کا علم لئے ہوئے کھڑے ہونگے جس کے نیچے کل مومنین جمع ہو جائیں گے پھر علی علیہ السلام
ایک نور کے منبر پر قدم رنجہ فرمائیں گے اور سب لوگ باری باری حضرت کے حضور میں پیش کئے جائیں گے
اور اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ اور علی علیہ السلام کی ولایت کے حق کی وجہ سے لوگ جنت یا جہنم کے مستحق
ہونگے۔ اور علی علیہ السلام کا یہ حق سارے جہان پر واجب ہے۔

مناقب ملا ابو الحسن بن مغازلی شافعی اور شیخ المصطفیٰ جو حافظ شافعی ہیں سورہ نجم آیہ والنجم
اذا ھوی کے بارہ میں بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جو ستارہ ٹوٹ کر
جس کے گھر میں گریگا۔ وہی میرا وصی ہوگا چنانچہ وہ حضرت علی علیہ السلام کے گھر میں گرا۔

یہاں ایک سچا واقعہ لکھنا بیجا نہ ہوگا۔ میرا ایک سنی آشنا تھا جو حافظ قرآن بھی تھا۔ اور اردو بھی
بہت اچھا بھی لکھ پڑھ سکتا تھا۔ مگر تاریخ سے اتنا ہی واقف تھا جتنے بالعموم سنی لوگ ہوا کرتے
ہیں میں نے اس سے کہا اے دوست حضرت علی کو اچھا خیال کرتے ہو یا برا۔ جواب دیا۔ ہم حضرت
علی کو خدا کا برگزیدہ سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا جو حضرت علی علیہ السلام کو برا کہے اسے کیا سمجھتے ہو۔ کہا
خدا کی قسم لعنتی ہے۔ میں نے کہا۔ معاویہ ابن ابوسفیان کو کیسا خیال کرتے ہو۔ کہا وہ بہت اچھا آدمی تھا۔ میں نے
کہا یہی وہ شخص ہے جو حضرت علی کو بالاعلان برا کہا کرتا تھا اور رعایا کو بھی مجبور کرتا تھا۔ کہ حضرت علی کو برا
کہیں۔ جواب دیا کہ اگر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے تو میں معاویہ سے بیزاری اختیار کر لونگا۔
چنانچہ ہم دو نو ایک سنی عالم اور محدث کے پاس گئے اور تمام ماجرا بے کم وکاست کہا
پہلے تو وہ سنی عالم گھبرایا اور ہم سے پیچھا چھڑانا چاہا لیکن ہمارے عزم نے یہ قلعہ تسخیر کر لیا۔ اور اس نے
صاف کہہ دیا۔ ہاں معاویہ حضرت علی علیہ السلام کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔
واپسی پر راہ میں اسی آشنا سے میں نے کہا۔ دوست اب کہو اب معاویہ کے بارہ میں کیا رائے
کی ہے۔ جواب دیا معاویہ جو چاہے حضرت علی کو کہے۔ میرا اس بات سے کوئی تعلق نہیں۔ میں تو
کو برا نہیں کہہ سکتا۔ چہ خوب۔

www.ShianeAli.com

میرا اپنا بارہا تجربہ ہے کہ سنی لوگ حضرت خلفاء اور یاران ثلاثہ کی حمایت میں قرآن شریف۔ احادیث
اور تاریخ کی پرواہ نہیں کرتے۔ انسان سنی اس وقت تک رہ سکتا ہے جب تک واقعات اور حقائق
سے ناواقف ہو۔ گویا سنیت اور جہالت ہم معنی الفاظ ہیں۔

واقعہ غدیر خم

واقعہ غدیر کو ذرا تفصیل سے لکھتا ہوں۔ جس کے لفظ لفظ میں نور ایمان اور سرور دل موجود ہے
ضرور سنیں ۱۰ ہجری کا حج ہے۔ حج کو آنحضرت کر کے مدینہ کو قریباً دو لاکھ حاجیوں کے ہمراہ واپس تشریف
لا رہے تھے کہ جبرئیل سورۂ مائدہ کی آیہ مبارکہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل
فما بلغت رسالتہ (اے رسول پہنچا دے لوگوں کو وہ چیز جو تم پر نازل کی گئی ہے۔ تیرے رب کی طرف سے
اور اگر تم نے یہ حکم نہ پہنچایا۔ تو میں جانوں گا کہ تو نے میرا کوئی حکم تمام دوران رسالت میں) نہیں پہنچایا
اور اس حکم کے پہنچانے میں تو کسی سے نہ ڈر) لے کر نازل ہوا۔ یہ خدا کا تاکیدی حکم سن کر آنحضرت نے جبرئیل
سے فرمایا کہ مجھے حضرت علی علیہ السلام کی جانشینی کے اظہار کرنے میں تو کچھ عذر نہیں۔ لیکن خیال ہے کہ یہ لوگ
علی کے بارہ میں میری تصدیق کو پس و پیش کریں گے جبرئیل چلا گیا۔ اور پھر نازل ہو کر عرض کیا۔ واللہ
یعصمک من الناس۔ اس پر آنحضرت نے مقام غدیر پر ایک خاردار درخت کے نیچے آرام فرمایا اور تمام
حاجیوں کو جو ابھی متفرق نہ ہوئے تھے کیونکہ کچھ فاصلہ آگے چل کر مختلف مقامات کو مختلف راستے جاتے
تھے۔ جمع ہونے کے لئے منادی ہوائی۔ گرمیوں کا موسم اور دوپہر کا وقت اور عرب کا ریگستان اور ایسی
مسافرت کی کلفت کی وجہ سے حاجیوں کی حالت کا نقشہ مجسم تصور ہی صحیح طور پر کھینچ سکتی ہے۔ الغرض
بارادہ کہیں گرد و غبار ریگستان میں تمام حجاج ایک گروہ میں جمع ہو گئے۔ آنحضرت نے پالان شتر کا
ایک منبر بنایا جس پر چڑھ کر ایک فصیح و بلیغ خطبہ فرمایا جو تمام واقعہ غدیر کی جان ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے
کہ خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھے تمام مخلوقات سے برگزیدہ بنایا۔ عنقریب میری طرف جھوٹی
باتیں منسوب کی جائیں گی حالانکہ میری زبان سے سوائے امر حق کچھ نہیں نکلتا ہے۔ میری عترت
کو تمام مخلوقات پر سبقت حاصل ہے۔ وہ میری پیغمبری کا علم لینے والے اور تمام کو گمراہی سے نکالنے
والے اور نیکی کی طرف جانے والے ہیں یہی اہل حق اور معدن صدق اور سعادل کتاب و سنت ہیں۔
ان کو ترک کر کے جہلا کی طرف رجوع نہ کرنا ہیں اور میری عترت ایک طینت سے پیدا ہوئے۔ اور جن کے
نور سے ہر ایک تاریکی روشن ہوئی۔ میری عترت حامل علم اور خازن اسرار اور سردار ارض و سماء ہے۔ ان کو

www.ShianeAli.com

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے عظیم اہتمام متعلقہ غدیر کے باوجود نہایت تشریح پیچی اور
یہ کہتا ہے کہ اس موقع پر آنحضرتؐ کو صرف یہ مطلوب تھا کہ چند ایک معاندین علی اور علی میں رابطۂ دوستی
کیا جائے وہ خدا اور رسول کے ساتھ تمسخر کرتا ہے اللہ یستھزئ بھم و یمدھم فی طغیانھم یعمھون ۔

شیعہ سنت رسول کے مطابق ۱۸ ذی الحجہ کو عید غدیر مناتے ہیں۔ مگر اہلسنت اس کے مقابلہ میں
ذی الحجہ کو عید منانا شروع کیا۔ کیونکہ ۲۶ ذی الحجہ کو آنحضرتؐ مع ابوبکر غار میں داخل ہوئے تھے۔ ناظرین
غور کے آٹھ روز بعد سنیوں نے اپنا علیحدہ عاشورہ قائم کیا۔ کیونکہ اسی دن مصعب بن زبیر قتل ہوا تھا
مصعب ابوبکر کا نواسہ ہے اسی مصعب نے حضرت امیر مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کو قتل کرایا تھا جنہوں نے
حسینؑ کا انتقام لیا تھا۔

ذیل میں چند نہایت معتبر اور جلیل القدر محدثین اور علماء اہلسنت کے نام درج کرتا ہوں جنہوں نے
غدیر کی صحت کو تسلیم کیا۔

امام احمد بن حنبل۔ عبداللہ بن محمد۔ عبداللہ بن احمد بن ابی شیبہ عیسیٰ۔ ابوالعباس نسوی۔ عبدالملک
ابو اسحاق ثعلبی نیشاپوری۔ اسمٰعیل معروف بہ ابن السمان۔ عبدالکریم سمعانی۔ موفق بن احمد۔ عمر بن محمد۔ یوسف
سبط ابن الجوزی۔ محب طبری۔ ابراہیم بن محمد۔ محمد بن طلحہ۔ جمال الدین زرندی۔ ابن کثیر۔ علی بن شہاب
ہمدانی۔ احمد بن علی مقریزی۔ ابن الصباغ۔ علامہ میبدی۔ جلیل الدین۔ حافظ محمود بن محمد۔ محمد بن
رسول برزنجی۔ مرزا محمد بن معتمد خاں بدخشی۔ محمد بن صدر عالم۔ محمد بن اسمٰعیل بن صلاح الامیر

اب ہم چند ثقہ راویوں کے نام لکھتے ہیں جنہوں نے تسلیم کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت
علیہ السلام کے سر پر بروز غدیر دستار باندھی۔

سلیمان بن داود۔ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ۔ احمد بن منیع بغوی۔ احمد بن حسین بن علی بیہقی۔ محب الدین
ابراہیم بن محمد حموینی۔ محمد بن یوسف زرندی۔ ابن الصباغ مالکی۔ سیوطی۔ جمال الدین۔ عطاء اللہ
اللہ محدث۔ علاؤ الدین متقی۔ محمود بن علی سجانی قادری۔ احمد بن محمد قشاشی ۔

ابن عقدہ۔ معجم صغیر طبرانی اور ابو سعید مسعود بن ناصر سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے بروز غدیر فرمایا
علیہ السلام) امیرالمومنین سید المسلمین اور قائد الغر المحجلین ہیں۔

محب الدین طبری نے ریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ جلد ۲ ص ۲۱۷ پر لکھا ہے کہ عبدالاعلیٰ بن عدی
روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے جناب امیر علیہ السلام کو بروز غدیر خم بلایا۔ اور اپنے دست مبارک سے
علی علیہ السلام کے سر پر عمامہ باندھا اور ایک حصہ اس کا جانب پشت لٹکا دیا ۔

www.ShianeAli.com

اسد الغابہ میں بروایت ابو اسحاق لکھا ہے کہ بیشمار لوگوں نے بیان کیا کہ حضرت علی علیہ السلام نے
رحبہ میں لوگوں کو قسم دی کہ جس نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو سنا ہو۔ وہ بیان کرے۔ بہت
سے لوگوں نے گواہی دی۔ اور بہت سے لوگوں نے چھپایا۔ یہ چھپانے والے دنیا سے رخصت نہ ہوئے
جب تک اندھے نہ ہوئے ہوں۔ یا کسی اور آفت میں مبتلا نہ ہوئے ہوں۔ ان لوگوں میں جن
صاحب کا نزول ہوا یزید بن ودیعہ اور عبد الرحمن بن مدلج بھی تھے۔
سر العالمین امام غزالی مطبوعہ بمبئی مقالہ ۴ بعد ملاحظہ کرنے سے محبت ظاہر ہوتی اور جمہور نے متن
غدیر پر اجماع کیا کہ آنحضرتؐ نے بروز غدیر فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اس پر عمر بن خطاب نے
مبارک ہو مبارک ہو اے حضرت علی علیہ السلام بخ بخ اس حالت میں صبح کی ہے کہ میرے اور تمام
مومنین اور مومنات کے مولا ہو گئے پس عمر نے صاف صاف اقرار کر لیا کہ حضرت علی علیہ السلام حاکم
اور مسلمین کے ہیں لیکن بعد اس کے سلطنت کی محبت اور خلافت کے لالچ نے غلبہ کیا اور شاہنشاہی
جھنڈوں کے ہوا میں لہرانے خیل و حشم کے نقارے۔ فتح امصار کے خیال نے عہد کو پس پشت ڈال
دیا اور تھوڑا سا سامان خرید لیا جو بہت برا ہے اور جب آنحضرتؐ نے بوقت وصال الٰہی فرمایا کہ لاؤ
دوات کاغذ کہ شبہات کے کام کو آسان کر دوں علاوہ زبانی تاکیدوں کے تحریری تاکید بھی کر دوں تاکہ
اتمام حجت ہو جائے اور بیان کر دوں اس کو جو میرے بعد امر خلافت کا مستحق ہے تو عمر نے کہا
اس شخص کو چھوڑ دو ہذیان بکتا ہے۔ آنحضرتؐ کہا نہ محبوب کبریا کہا۔ صرف اس شخص سے مخاطب
جو غایت درجہ کی گستاخی ہے۔ یہ بیان یہ رہا ہے کہا جب تمہارا اور تمام اہلسنت کا تعلق تاویل نو
باطل ہو گیا تو اجماع پر چلیے۔ حالانکہ اجماع بھی باطل ہے کیونکہ عباس اور اکی اولاد اور حضرت
علی علیہ السلام اور آپکی اولاد حلقہ بیعت میں نہیں آئے بلکہ خود اصحاب سقیفہ نے بھی خلافت ابو بکر کی مخالفت
یہ امام غزالی صاحب کی تحریر ہے جس کی نسبت کتب اہلسنت میں بعث اللہ علی راس کل مائۃ
علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ بعض اکابر علماء جو علم ظاہر و باطن کے جامع ہیں کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے بعد
کوئی نبی ہوتا تو امام غزالی ہوتا۔ اور اس کے معجزات کا ثبوت خود اس کی بعض تصنیفات ہیں۔
کتاب سر العالمین غزالی ہی کی تصنیف ہے اور ملحول سے علم ذہبی نے میزان الاعتدال جلد ۱
ترجمہ الحسن بن صباح میں اس کتاب کو غزالی کی تصنیف مانا ہے۔ اب اہلسنت نے لاہور میں اس
کا ترجمہ بھی شائع کیا ہے اور اس سے بھی اس کتاب کا اعتبار ثابت کیا لیکن بخوف ظلم مصنف کی
یہ کیا ہے کہ جو تھے مقالہ کا جس میں مضمون بالا درج ہے ترجمہ ہی نہیں کیا اور اسے بالکل ہی معدوم کر دیا

www.ShianeAli.com

یہ لوگ آئے دن عیسائیوں کی طرح ایسی تحریفات کرکے خود اپنے مذہب کا بطلان ثابت کرتے ہیں۔

مطالب السئول علامہ محمد بن طلحہ شافعی مطبوعہ لکھنؤ ص۵۵ پر ہے کہ روز غدیر یعنی ۱۸ ذی الحجہ روز عید و موسم قرار پایا کیونکہ یہ وہ روز ہے کہ آنحضرتؐ نے جناب امیر علیہ السلام کو اس روز وہ علو مرتبت اور خاص شرف بحکم خدا بخشا گیا جو غیر کو نہیں ملا۔ پھر اسی کتاب کے اسی صفحہ پر ہے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہم جس کے ساتھ اولیٰ، ناصر، وارث، عصبہ، حمیم یا صدیق ہیں۔ تو اس کے علی بھی ویسے ہی ہیں اور یہ صریح ہے اس بارہ میں کہ حضرت علی علیہ السلام اس منصب جلیلہ کیساتھ مخصوص ہیں اور بھی باقی تمام اصحاب اس منصب سے محروم ہیں، اور آنحضرتؐ نے جناب امیر علیہ السلام کو غیر کیلئے بمنزلہ اپنے نفس کے قرار دیا کیونکہ کلمہ من (جو من کنت مولاہ میں ہے) عموم کے لئے ہے پس جو لوگ اس عموم کے تحت میں داخل ہیں۔ ان سب کے لئے جناب امیر علیہ السلام کو وہی رتبہ حاصل ہے۔ جو رسالتمآب کو حاصل تھا۔ گویا حضرت علی علیہ السلام کی اقتدا ہر قول اور ہر فعل میں بعینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح کی جائے، پھر لکھتے ہے۔ جاننا چاہئے کہ یہ حدیث (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) اسرار آیہ مباہلہ سے ہے کیونکہ انفسنا سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ خدا نے نفس رسولؐ اور نفس حضرت علی علیہ السلام کو جمع کیا ہے اور ایک ضمیر متکلم لایا ہے جو مضاف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پس آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کے لئے بھی انہی امور کو ثابت کیا جو حضرتؐ کے لئے بہ نسبت عامہ مومنین ثابت ہیں کیونکہ آنحضرتؐ اولیٰ بالمومنین، ناصر المومنین اور سید المومنین ہیں جس معنی کا اثبات لفظ مولیٰ سے آنحضرتؐ کے لئے ممکن ہے آنحضرتؐ نے ان تمام امور کو جناب امیرؑ کے لئے ثابت کیا ہے۔ اور یہ وہ مرتبہ سامیہ، منزلت شامخہ، درجہ علیہ اور مکانہ رفیعہ ہے جس کو آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے اس لئے یہ روز عید و موسم ہے اولیا و محبان حضرت علی علیہ السلام کے لئے۔

تذکرۃ خواص الامۃ علامہ یوسف بن قزعلی سبط ابن الجوزی میں ہے کہ آنحضرتؐ کا بروز غدیر الست اولیٰ بالمومنین فرمانا جناب امیر علیہ السلام کی اثبات امامت اور قبول طاعت میں نص صریح ہے۔ اور اسی طرح آنحضرتؐ کا الحق مع علی حیثما دار فرمانا اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اور دیگر صحابہ میں اگر کبھی اختلاف پیدا ہو تو جناب امیر حق پر ہیں۔ مدارج النبوۃ فارسی ص[illegible] پر ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ میں نے لشکر اسامہ کی تیاری کے لئے فلاں یہودی سے اس قدر قرض لیا تھا۔ اس کو میرے بعد ادا کر دینا۔ اہل بصیرت کے لئے تو آنحضرتؐ کی یہی وصیت ہی دلیل خلافت ہے۔ مسند احمد بن حنبل ص[illegible] پر ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کون ضامن ہے میرے قرضہ کا اور پورا کریگا میرے وعدہ کو ایسا شخص میرے

www.ShianeAli.com

ساتھ جنت میں ہوگا۔ اور میرے اہل بیت میں میرا خلیفہ ہوگا۔ ناظرین سوچ کا مقام ہے۔ کہ جو آنحضرت کے اہل
پر خلیفہ بنایا جاتا ہے وہ نا اہلوں (تمام امت) پر بدرجہ اولیٰ خلیفہ ہے۔

اسد الغابہ مترجمہ ملا عبد الشکور ایڈیٹر النجم لکھنؤ جلد سوم میں ہے کہ آنحضرت حسان شاعر کے لئے مسجد
اقدس میں منبر رکھ دیتے اور حسان اس پر کھڑے ہو کر آنحضرت کی تعریف اور کفار کی ہجو کرتے اور آنحضرت فرماتے
خداوند عالم روح القدس سے حسان کی تائید فرماتا ہے۔ ناظرین حضرت حسان وہی بزرگ ہیں جنہوں
نے بروز غدیر حضرت علی علیہ السلام کے بحکم خدا و رسول خلیفہ بلافصل ہو جانے پر قصیدہ تہنیت نظم فرمایا اور
تمام حاضرین کے سامنے بلند آواز سے پڑھا۔

مناقب ابن مغازلی فقیہ شافعی نے سورہ الزخرف آیہ نمبر ۴۳ فاستمسک بالذی اوحی الیک کے
بارہ میں بروایت جابر بن عبداللہ لکھا ہے کہ آنحضرت حجۃ الوداع سے واپسی پر خم غدیر پر لوگوں کو فرما
رہے تھے کہ جب یہ آیت فاما نذھبن بک الآیۃ نازل ہوئی اس کے بعد قل رب اما ترینی نازل ہوئی پھر
فاستمسک بالذی اوحی الیک فی امر علی انک علی صراط مستقیم الآیہ وسوف تسئلون عن علی ابن
ابیطالب علیہ السلام کا نزول ہوا۔

تفسیر ثعلبی میں سورہ معارج آیہ اول سأل سائل بعذاب واقع کی تفسیر میں لکھا ہے کہ
یہ آیت حارث بن نعمان فہری کے بارہ میں ہے جس نے آنحضرت کے اعلان میں شک کیا تھا جو حضرت
رسالتمآبؐ نے بموقعہ خم غدیر جناب امیر علیہ السلام کی خلافت کے متعلق بحکم خدا کیا تھا۔

تفسیر ابوسعود صفحہ ۲۹۲ برحاشیہ تفسیر کبیر جلد ۸ میں ہے کہ مراد سأل سائل سے نضر بن حارث یا ابوجہل ہے
مگر روایت یہ ہے کہ اس سے مراد حارث بن نعمان فہری ہے جبکہ اس نے یہ حدیث سنی جو آنحضرت نے
جناب امیر علیہ السلام کے حق میں فرمائی تھی "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" تو اس نے کہا خداوندا اگر یہ حکم
سچ حق ہے۔ تو مجھ پر ایک پتھر آسمان سے گرا۔ ابھی کلام اس کا ختم بھی نہ ہوا تھا۔ کہ ایک پتھر آسمان سے
گرا جو اس کے دماغ پر پڑا اور اس کے مقعد سے نکل گیا۔ اور وہ ہلاک ہو گیا۔

تفسیر ثعلبی اور تذکرہ خواص الامۃ علامہ سبط ابن جوزی مطبوعہ ایران صفحہ ۱۹ سطر اول میں بھی واقعہ بالا
تفصیل سے لکھا ہوا ہے۔ علاوہ حارث کے معذب ہونے کا واقعہ مندرجہ ذیل معتبر علماء اہلسنت نے
بھی تسلیم کیا ہے۔ ابراہیم بن عبداللہ یمنی وصابی۔ محمد بن یوسف بن حسن زرندی مدنی حنفی۔ شہاب الدین دولت
آبادی۔ نورالدین سمہودی۔ ابن صباغ مالکی۔ جمال الدین محدث۔ عبد الرؤف مناوی۔ شیخ بن عبداللہ عیدروس
باعلوی۔ سید محمود بن علی قادری مدنی۔ علی بن ابراہیم بن احمد بن علی بن نور الدین حلبی شافعی۔ محمد بن [illegible]

www.ShianeAli.com